Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 60

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian
www.alislam.org/badr

شمارہ 37

شرح چندہ
سالانہ 350 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
40 پاؤنڈ یا 60 ڈالر امریکن
65 کینیڈین ڈالر
یا 45 یورو

16 شوال 1432 ہجری قمری - 15 تبوک 1390 ہش - 15 ستمبر 2011ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المؤمنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

رحمٰن خدا کے بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی و انکساری کے ساتھ چلتے ہیں

ارشاد باری تعالیٰ

☆- وَعِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِیۡنَ یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ ہَوۡنًا وَّ اِذَا خَاطَبَہُمُ الۡجٰہِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا۔ (سورۃ الفرقان: ۶۴)

ترجمہ: اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو (جوابًا) کہتے ہیں "سلام"۔

☆- وَلَا تُصَعِّرۡ خَدَّکَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمۡشِ فِی الۡاَرۡضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخۡتَالٍ فَخُوۡرٍ۔ (سورۃ لقمان: ۱۹)

ترجمہ: اور (نخوت سے) انسانوں کے لئے اپنے گال نہ پھلا اور زمین میں یونہی اکڑتے ہوئے نہ پھر۔ اللہ کسی تکبر کرنے والے (اور) فخر و مباہات کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

☆...... عَنۡ اَبِیۡ ہُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ عَنۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَقَصَتۡ صَدَقَۃٌ مِنۡ مَالٍ وَمَازَادَ اللّٰہُ عَبۡدًا بِعَفۡوٍ اِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰہِ اِلَّا رَفَعَہُ اللّٰہُ۔ (مسلم کتاب البر والصلۃ باب استحباب العفو والتواضع)

"حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا بندہ جتنا کسی کو معاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی زیادہ اسے عزت میں بڑھاتا ہے۔ جتنی زیادہ کوئی تواضع اور خاکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی اسے بلند مرتبہ عطا کرتا ہے۔"

☆...... عَنۡ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ کَانَتۡ نَاقَۃٌ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ الۡعَضۡبَاءَ لَا تُسۡبَقُ اَوۡلَا تَکَادُ تُسۡبَقُ فَجَآءَ اَعۡرَابِیٌّ عَلٰی قَعُوۡدٍ لَہٗ فَسَبَقَہَا فَشَقَّ ذٰلِکَ عَلَی الۡمُسۡلِمِیۡنَ حَتّٰی عَرَفَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: حَقٌّ عَلَی اللّٰہِ اَنۡ لَا یَرۡتَفِعَ شَیۡءٌ مِنَ الدُّنۡیَا اِلَّا وَضَعَہٗ۔ (بخاری کتاب الجہاد باب ناقۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

"حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی کا نام عضبا تھا۔ وہ کسی کو آگے نہیں بڑھنے دیتی تھی۔ دوڑ میں سب سے آگے رہتی۔ ایک دفعہ ایک دیہاتی نوجوان آیا۔ اس کی اونٹنی دوڑ میں سب سے آگے نکل گئی۔ مسلمانوں کو اس کا بہت افسوس ہوا کہ ایک دیہاتی کی اونٹنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی سے آگے بڑھ گئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں کے اس افسوس کو بھانپ کر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ دنیا میں جو بلند ہوتا ہے بالآخر اللہ تعالیٰ اس کے غرور کو توڑنے کے لئے اسے نیچا دکھاتا ہے۔"

☆...... عَنۡ عَبۡدِ اللّٰہِ بۡنِ مَسۡعُوۡدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا یَدۡخُلُ الۡجَنَّۃَ مَنۡ کَانَ فِیۡ قَلۡبِہٖ مِثۡقَالُ ذَرَّۃٍ مِّنۡ کِبۡرٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: اِنَّ الرَّجُلَ: یُحِبُّ اَنۡ یَکُوۡنَ ثَوۡبُہٗ حَسَنًا وَنَعۡلُہٗ حَسَنَۃً قَالَ: اِنَّ اللّٰہَ جَمِیۡلٌ یُحِبُّ الۡجَمَالَ اَلۡکِبۡرُ بَطَرُ الۡحَقِّ وَغَمۡطُ النَّاسِ۔ (مسلم کتاب الایمان تحریم الکبر و بیانہ)

"حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے دل میں ذرّہ بھر بھی تکبر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنّت میں داخل نہیں ہونے دیگا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! انسان چاہتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو، جوتی اچھی ہو، وہ خوبصورت لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تکبر نہیں اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ تکبر دراصل یہ ہے کہ انسان حق کا انکار کرے۔ لوگوں کو ذلیل سمجھے ان کو حقارت کی نظر سے دیکھے اور ان سے بری طرح پیش آئے۔"

فرمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"تواضع اور مسکنت عمدہ شئے ہے جو شخص باوجود محتاج ہونے کے تکبر کرتا ہے وہ کبھی مراد کو نہیں پا سکتا۔ اس کو چاہیئے کہ عاجزی اختیار کرے۔ کہتے ہیں کہ جالینوس حکیم ایک بادشاہ کے پاس ملازم تھا۔ بادشاہ کی عادت تھی کہ ایسی ردّی چیزیں کھایا کرتا تھا جس سے جالینوس کو یقین تھا کہ بادشاہ کو جذام ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ ہمیشہ بادشاہ کو روکتا تھا مگر بادشاہ باز نہ آتا تھا۔ اس سے تنگ آکر جالینوس وہاں سے بھاگ کر اپنے وطن کو چلا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد بادشاہ کے بدن پر جذام کے آثار نمودار ہوئے۔ تب بادشاہ نے اپنی غلطی کو سمجھا اور اس نے انکسار اختیار کیا۔ اپنے بیٹے کو تخت پر بٹھایا اور خود فقیرانہ لباس پہن کر وہاں سے چل نکلا اور جالینوس کے پاس پہنچا۔ جالینوس نے اس کو پہچانا اور بادشاہ کی تواضع اسے پسند آئی اور پورے زور سے اس کے علاج میں مصروف ہوا۔ تب خدا تعالیٰ نے اُسے شفا دی۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۲۰ ایڈیشن ۲۰۰۳)

120 واں جلسہ سالانہ قادیان 26-27-28 دسمبر 2011 بروز سوموار، منگلوار، بدھوار

احباب جماعت کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 120 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2011 کی ازراہ شفقت منظوری مرحمت فرمادی ہے۔ الحمد للہ علی ذالک۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ جلسہ مورخہ 26-27-28 دسمبر بروز سوموار۔ منگلوار اور بدھوار منعقد ہوگا۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ اس للّٰہی اور بابرکت جلسہ سالانہ میں شرکت کیلئے ابھی سے نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ احباب جماعت بالخصوص زیر تبلیغ افراد کو اس جلسہ میں شرکت کی تحریک کرتے رہیں۔ تا زیادہ سے زیادہ تعداد میں احباب اس جلسہ میں شرکت فرمائیں۔ نیز جلسہ سالانہ کی نمایاں کامیابی اور ہر جہت سے بابرکت ہونے کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔

(ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

ارشادِ باری تعالیٰ

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا۔ (سورۃ الاحزاب آیت 72)

یعنی جو اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ یقیناً بہت بڑی کامیابی حاصل کرے گا۔

نظام جماعت کی اطاعت وفرمانبرداری

دنیا میں مختلف تنظیمیں اور نظام پائے جاتے ہیں جو اپنی بقا وفروغ کیلئے الگ الگ قوانین مرتب کرتے ہیں لیکن یہ ایک بنیادی بات ہے کہ اطاعت کے بغیر دنیا کا کوئی نظام نہیں چلتا۔ اطاعت ہر نظام کیلئے ریڑھ کی ہڈی ہے مگر دنیوی نظام میں اطاعت صرف منصب و دولت کی خاطر ہوتی ہے جبکہ دین میں اطاعت اور عدم اطاعت کا اثر اخروی زندگی پر بھی پڑتا ہے۔ اسی اطاعت پر ایمان اور عدم ایمان کی عمارت کھڑی کی جاتی ہے قرآن کریم کی رُو سے اطاعت کرنے والا مومن اور انکار کرنے والا فاسق کہلاتا ہے۔

یہی وجہ ہے جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور آنحضرت ﷺ نے احادیث میں بڑی کثرت کے ساتھ اطاعت پر زور دیا ہے قرآن مجید میں جماعت مومنین کا شعار سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ وہ ہمیشہ نیکی کی باتوں کو توجہ سے سنتے، سمجھتے اور یاد رکھتے ہیں اور پھر ان باتوں پر دل وجان سے عمل بھی کرتے ہیں۔ اطاعت کا پہلا زینہ سننا ہے اسی لئے اس صفت کو پہلے رکھا گیا ہے۔ جو شخص سنے گا نہیں وہ عمل کیسے کر سکے گا؟ احادیث نبویہ میں بھی نظام سے وابستگی اور نظام کے سربراہ اعلیٰ کی مکمل اطاعت کا ذکر بہت کثرت سے ملتا ہے۔ ایک حدیث میں رسول پاک ﷺ نے فرمایا:۔

اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ (ترمذی کتاب الایمان کتاب الاخذ بالسنۃ)

ترجمہ: میں تم کو اللہ کے تقویٰ کی اور سننے کی اور اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اس حدیث سے یہ نکتہ معرفت بھی ملتا ہے کہ حصولِ تقویٰ کے دو بڑے زینے کان کھول کر ہدایات کا سننا اور ان پر عمل کرنا ہیں ایک اور حدیث نبوی میں آتا ہے۔ اِسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا یعنی سنو اور اطاعت کرو۔

(بخاری کتاب الاحکام باب السمع والطاعۃ، ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی الطاعۃ)

قارئین! ہر نظام کے استحکام اور اس کی مضبوطی کا دارومدار اطاعت پر ہے مگر جماعت مومنین کی زندگی کا انحصار خاص طور پر اطاعت خلافت اور اس کے نظام کی ہر اکائی کی اطاعت اور تابعداری پر ہے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

’’ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اُس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ میں مسیح موعود پر ایمان لاتا ہوں۔ ہزار دفعہ کوئی کہے کہ میں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں خدا کے حضور اس کے دعوؤں کی کوئی قیمت نہیں ہوگی جب تک کہ وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص ...... اس کی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لحہ بسر نہیں کرتا اس وقت تک کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہوسکتا۔‘‘ (الفضل ۱۵ نومبر ۱۹۶۴ء صفحہ ۶)

اطاعت کی تعریف: حضرت المصلح الموعودؓ تفسیر کبیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۶ میں فرماتے ہیں:۔

’’قرآن جس کو اطاعت کہتا ہے وہ اطاعت اور ضبط نفس کا نام ہے یعنی کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ انفرادی آزادی کو قومی مفاد کے مقابلہ میں پیش کر سکے۔ یہ ہے ضبط نفس اور یہ ہے نظام۔

پھر ضبط نفس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’ضبط نفس یا نظام کا انکار کر کے اگر کوئی کہے کہ میں نیک رہ سکتا ہوں تو یہ بالکل غلط بات ہے وہ ضرور خرابی اور فساد کا موجب ہوگا مثلاً گورنمنٹیں قانون بناتی ہیں کہ بائیں طرف چلو یا یہ کہ دائیں طرف۔ چلو۔ اب اگر کوئی کہے کہ کیوں اس پر عمل کروں۔ جب سڑک پر چلنے کی عام اجازت ہے تو میں سڑک کے جس طرف چاہوں گا چلوں گا۔ دائیں یا بائیں نہیں چلوں گا۔ اس شخص کا انجام ظاہر ہے کہ کسی گاڑی سے ٹکرا کر زخمی ہوگا یا سامنے سے آنے والوں سے قدم قدم پر ٹکرائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ نظام کی پابندی کے بغیر دنیا میں امن قائم ہی نہیں رہ سکتا۔ پس کسی کا یہ کہنا کہ میں فلاں قانون کیوں مانوں۔ ایک فساد کا راستہ ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۶)

اطاعت مکمل احکامات کی ہونی چاہیئے:

حضرت مصلح الموعودؓ آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً (البقرہ:۲۰۹) کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’اے مومنو! تم سارے کے سارے پورے طور پر اسلام میں داخل ہو جاؤ اور اُس کی اطاعت کا جوا اپنی گردنوں پر رکھ لو۔ یا اے مسلمانو تم اطاعت اور فرمانبرداری کی ساری راہیں اختیار کرو اور کوئی بھی حکم ترک نہ کرو۔ اس آیت میں کَآفَّةً الذین امنوا کا بھی حال ہوسکتا ہے اور السلم کا بھی پہلی صورت میں اس کے یہ معنے ہیں کہ تم سب کے سب اسلام میں داخل ہو جاؤ یعنی تمہارا کوئی فرد بھی ایسا نہیں ہونا چاہیئے جو اطاعت اور فرمانبرداری کے مقام پر کھڑا نہ ہو۔ یا جس میں بغاوت اور نشوز کے آثار پائے جاتے ہوں دوسری صورت میں اس کے یہ معنے ہیں کہ تم پورے کا پورا اسلام قبول کرو۔ یعنی اس کا کوئی حکم ایسا نہ ہو جس پر تمہارا عمل نہ ہو۔ یہ قربانی ہے جو اللہ تعالیٰ ہر مومن سے چاہتا ہے کہ انسان اپنی تمام آرزوئیں تمام خواہشوں اور تمام اُمنگوں کو خدا تعالیٰ کیلئے قربان کر دے اور ایسا نہ کرے کہ جو اپنی مرضی ہو وہ تو کرے اور جو نہ ہو وہ نہ کرے یعنی اگر شریعت اس کو حق دلاتی ہو تو کہے میں شریعت پر چلتا ہوں اور اس کے ماتحت فیصلہ ہونا چاہیئے لیکن اگر شریعت اس سے کچھ دلوائے اور ملکی قانون نہ دلوائے تو کہے کہ ملکی قانون کی رُو سے فیصلہ ہونا چاہیئے۔ یہ طریق حقیقی ایمان کے بالکل منافی ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۴۵۶)

قارئین! جب خدا تعالیٰ اپنے منتخب بندہ کے ذریعہ سے کوئی نظام قائم فرماتا ہے تو پھر اُس کی اطاعت ضروری ہو جاتی ہے کیونکہ اُسی کے ساتھ فلاح ونجات وابستہ ہوتی ہے۔ تاریخ اسلام اس بات پر شاہد ہے کہ اطاعت کے نتیجہ میں ہی مسلمانوں نے عظیم الشان فتوحات حاصل کیں۔ ہر ایک ایک مدارج چاہے وہ جسمانی ہو یا روحانی اطاعت سے وابسطہ ہے۔ نماز باجماعت میں جو فرد اً نماز سے بڑھ کر ۲۷ گناہ زیادہ ثواب ہے۔ اُس کی ایک وجہ اطاعت امام بھی ہے۔

نظام جماعت کی کامل اطاعت اور نیک خلوص دل سے پیروی کرنا بھی انسان کو بڑے بڑے مدارج عطا فرماتا ہے تاریخ سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بھی نماز باجماعت ادا فرمائیں آپ کے ساتھ صحابہ رضوان اللہ علیہم کا مقدس گروہ مقتدی ہوتا تھا۔ اِن میں حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ حضرت عمر فاروقؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ۔ اور دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم بھی ہوا کرتے تھے۔ مگر صرف ایک شخص ہی ساری اُمت میں صدیقیت کا مقام حاصل کر سکا اور وہ حضرت ابوبکرؓ تھے۔ اس کی بنیادی وجہ حضرت ابوبکرؓ کا اطاعت کا بلند بالا معیار تھا۔ آپ کے دل میں اطاعت رسول اور اطاعت نظام کا جو معیار تھا وہ دیگر صحابہ سے بڑھ کر تھا۔ آنحضرت ﷺ تمام مقتدیوں کے لئے دعا فرما رہے تھے کہ اهدنا الصراط المستقيم مگر ہر ایک صحابی کے لئے اُس کی اطاعت وخلوص کے معیار کے مطابق یہ دعا قبول ہوتی تھی۔

اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام کو مبعوث فرما کر ہم پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ آپ نے ہمیں ترقی کے گر عنایت فرمائے اور ان میں سب سے بڑا گُر خلیفہ وقت اور نظام جماعت کی پیروی اور اتباع ہے کیونکہ اسی سے وحدت کا کامل نظارہ حاصل ہوسکتا ہے۔ آج جماعت احمدیہ کی ترقی کی بنیادی وجہ نظام جماعت کی پیروی اور اتباع ہی ہے۔

ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خلیفہ وقت کی کامل اطاعت اور قدرت ثانیہ کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’قدرت ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے۔ جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ جولڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کے مانند پروئی ہوئی ہے اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہوں تو خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرت ثانیہ نہ ہو تو اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا، پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں۔‘‘

(روزنامہ الفضل ربوہ 30 مئی 2003ء نیز بحوالہ بدر قادیان 20/27 دسمبر 2005ء صفحہ 8)

اپنے ایک پیغام میں آپ نے احباب جماعت کو فرمایا:

’’یہ خلافت کی نعمت ہے جو جماعت کی جان ہے۔ اس لئے اگر آپ زندگی چاہتے ہیں تو خلافت کے ساتھ اخلاص اور وفا کے ساتھ چمٹ جائیں۔ پوری طرح سے وابستہ ہو جائیں کہ آپ کی ہر ترقی کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی مضمر ہے۔ ایسے بن جائیں کہ خلیفہ وقت کی رضا آپ کی رضا ہو جائے۔ خلیفہ وقت کے قدموں پر آپ کا قدم ہو اور خلیفہ وقت کی خوشنودی آپ کا مطمح نظر ہو جائے۔‘‘

(ماہنامہ خالد ربوہ سیدنا طاہر نمبر مارچ اپریل 2004ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں اطاعت کے اعلیٰ معیار کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(شیخ مجاہد احمد شاستری)

خطبہ جمعہ

بیلجیئم، جرمنی اور ہالینڈ کے حالیہ دورہ کے دوران اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نئے نئے پہلو نظر آئے۔ جماعت کے تعارف کے نئے راستے کھلے۔ اصل میں تو اللہ تعالیٰ ہی راستے کھول رہا ہے۔ دنیا میں ہر جگہ ایک ہوا چلی ہوئی ہے۔

جماعت کی حقیقی شکرگزاری یہی ہے کہ جو راستے اللہ تعالیٰ کھول رہا ہے اس سے بھرپور فائدے اٹھائیں اور نئے آنے والوں کو سنبھالیں اور اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیں

جو بیعتیں ہو رہی ہیں، جو نئے آنے والے ہیں ان میں تبلیغ کا بھی بڑا شوق ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں عجیب تسکین کے سامان پیدا فرما رہا ہے اور احمدیت کی سچائی ان پر واضح کر رہا ہے۔

دنیا کے مختلف ممالک میں اللہ تعالیٰ کے احمدیت کی سچائی کو دلوں میں ڈالنے کے بیشمار نہایت ایمان افروز واقعات میں سے چند ایک کا روح پرور تذکرہ۔

(مکرم ڈاکٹر سید فاروق احمد صاحب آف برمنگھم، مکرمہ صدیقہ قدسیہ صاحبہ اہلیہ رانا حفاظت احمد صاحب (آف سیالکوٹ) اور مکرم شاہد مرید تالپور صاحب ابن مکرم نور احمد صاحب تالپور (آسٹریلیا) کی وفات پر مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 8؍ جولائی 2011ء بمطابق 8؍ وفا 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ- اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ- مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ- اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ- اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ- صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ-

گزشتہ دنوں جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں مَیں جلسہ جرمنی میں شمولیت کے لئے گیا ہوا تھا۔ اس کے بارہ میں تو گزشتہ خطبہ میں، جو برلن میں دیا تھا، بیان کر چکا ہوں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جلسے میں دیکھا، محسوس کیا اور اس کے علاوہ بھی جرمنی کی جماعت نے جو پروگرام بنائے ہوئے تھے اُن میں بھی وہ فضل نظر آئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نئے نئے پہلو نظر آئے۔ جماعت کے تعارف کے نئے راستے کھلے۔ اب جرمنی جماعت کو چاہئے کہ ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کی کوشش کریں۔ جرمنی کے علاوہ سفر میں جاتے اور آتے وقت یورپ کے دو اور ممالک میں بھی مختصر قیام تھا۔ جاتے ہوئے **بیلجیئم** اور واپسی پر ہالینڈ میں۔ گو یہاں مختصر قیام تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے یہاں بھی نظر آ رہے ہیں۔ **بیلجیئم** میں ایک رات قیام تھا، شام کو وہاں پہنچے تو شام کو ہی بعض نو مبائعین اور جماعت کے قریب آئے ہوئے دوستوں کے ساتھ ملاقات تھی۔ ایک مجلس تھی جس میں ساٹھ ستّر کے قریب احباب و خواتین شامل تھے۔ اُنہیں بھی کچھ کہنے کا موقع ملا۔ اس مجلس کے دوران ہی بعض جو قریب آئے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے اُن کے دل کھولے اور اُنہیں شرح صدر عطا فرمایا اور اُن کو اللہ تعالیٰ نے بیعت کی توفیق عطا فرمائی۔ مَیں اس مجلس میں اُن کو بتا رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو آخرین میں مبعوث ہوئے تو اُس کام کو آگے بڑھانے کے لئے مبعوث ہوئے جو آپ کے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ایک بہت بڑا انقلاب پیدا فرمایا اس میں جاہلوں کو جو بعض دفعہ درندگی کی حد تک گر جاتے تھے حقیقی انسانی قدروں کی پہچان کروائی۔ اُنہیں انسان اور پھر تعلیم یافتہ انسان بنا کے خدا تعالیٰ کے قریب کر دیا اور یوں وہ باخدا انسان بن گئے اور اپنے مقصدِ پیدائش کو نہ صرف پہچاننے لگ گئے بلکہ اُس کے حصول کے لئے حقیقی کوششیں شروع کر دیں اور معیار حاصل کیا۔ اُن کا اللہ تعالیٰ سے ایسا پختہ تعلق قائم ہوا کہ اُنہیں دنیا کی ہر چیز ہیچ نظر آنے لگی۔ اس دنیا کی کسی چیز کی کوئی حقیقت نہ رہی۔ اُن کی دنیا بھی دین بن گئی اور یہی چیز ہے جو قرآنی پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں پیدا کرنے آئے ہیں۔ تو اُس وقت ایک شخص جس کے بارہ میں پہلے مَیں اُس کی باتیں سن کر سمجھا تھا کہ احمدی ہے لیکن بعد میں پتہ چلا کہ اُس نے اُس وقت تک بیعت نہیں کی تھی لیکن جماعت کے بہت قریب تھا میری بات ختم ہونے کے بعد اجازت لے کر کھڑا ہوا (یہ دوست غالباً مراکو کے تھے) اور بڑے جذباتی انداز میں کہنے لگا کہ آج آپ کی یہ باتیں سُن کر کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کا یہ کام بھی ہے کہ انسانوں کو باخدا انسان بنائیں۔ مَیں عہد کرتا ہوں کہ اپنی بھی اصلاح کروں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ مسیح موعود کا مددگار بن کر اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں پھیلا کر دنیا کو خدا تعالیٰ کے قریب لانے والا بھی بنوں گا۔ وہ کہنے لگا کہ آج میں احمدیت میں شامل ہونے کا اعلان بھی کرتا ہوں۔ اگر پہلے کوئی شکوک و شبہات تھے بھی تو آپ کی باتیں سُن کر یہ ختم ہو گئے ہیں۔ کہنے لگا کہ بس میری بیعت لیں اور مجھے مسیح موعود کے سلطانِ نصیر میں شامل کریں۔ چنانچہ انہوں نے بیعت کی اور اُن کے ساتھ سات آٹھ اور بھی بیعت میں شامل ہوئے جس کی تفصیلی رپورٹ تو وکیل التبشیر، ماجد صاحب لکھ رہے ہیں۔ الفضل میں شائع ہو رہی ہے۔ بہرحال ان سب بیعت کرنے والوں کی بڑی جذباتی کیفیت تھی اور ایک عزم تھا کہ اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے کے لئے جس کی بھی ضرورت ہے وہ ہم کریں گے اور جو ہم نے حاصل کیا ہے اُسے آگے بھی پہنچائیں گے۔ وہاں جو بیعتیں ہو رہی ہیں، جو نئے آنے والے ہیں اُن میں تبلیغ کا بھی بڑا شوق ہے اور سب سے پہلے اپنے خاندان اور عزیزوں سے تبلیغ شروع کرتے ہیں اور آہستہ آہستہ اُنہیں حقیقی اسلام کی آغوش میں لا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن میں اس کے لئے ایک جذبہ اور جوش پیدا ہوا ہوا ہے۔ یہاں یہ بھی ذکر کر دوں کہ گزشتہ جمعہ سے تین دن کے لئے **بیلجیئم** کا بھی جلسہ سالانہ ہوا تھا جس کا مَیں گزشتہ جمعہ میں ذکر نہیں کر سکا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ بلجیم بھی اب بیعتوں اور رابطوں اور احمدیت کا پیغام پہنچانے میں بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے۔ اصل میں تو اللہ تعالیٰ ہی راستے کھول رہا ہے۔ دنیا میں ہر جگہ ایک ہوا چلی ہوئی ہے۔ جماعت جو ہے اُس کی حقیقی شکر گزاری یہی ہے کہ جو راستے اللہ تعالیٰ کھول رہا ہے اُس سے بھرپور فائدے اُٹھائیں اور نئے آنے والوں کو سنبھالیں اور اپنی اصلاح کی طرف بھی توجہ دیں۔

اسی طرح جیسا کہ مَیں نے کہا واپسی پر ہالینڈ میں بھی قیام تھا۔ ہالینڈ کا جلسہ بھی آج سے شروع ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ اُن کے جلسہ میں شامل ہونے والوں کو بھی جلسہ کی برکات سے مستفیض فرمائے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا وارث بنائے۔ ہر لحاظ سے یہ جلسہ بابرکت ہو اور پھر یہ لوگ بھی پہلے سے بڑھ کر تبلیغی اور تربیتی میدان میں بہت زیادہ ترقی کرنے والے بنیں۔ وہاں اسلام کے خلاف کیونکہ اکثر کہیں نہ کہیں سے آواز اُٹھتی رہتی ہے اس لئے اُنہیں بہت زیادہ محنت اور دعا کی ضرورت ہے اور کوشش بھی کرنی چاہئے۔ تمام ذیلی تنظیموں کو بھی اور جماعت کو بھی مربوط پروگرام بنا کر اسلام کی خوبصورت تعلیم مُلک کے ہر شخص تک پہنچانے کے بارے میں سوچنا چاہئے۔

بہرحال سفر کا بتا رہا تھا تو وہاں مختصر قیام کے دوران بعض عربی بولنے والے نو مبائعین اور جماعت کے

قریب آئے ہوؤں سے بھی ملاقات ہوئی۔ ایک دوست جو جماعت کے قریب تھے اُنہوں نے بیعت بھی کی۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ نے ایک ہوا چلائی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اِن کے دلوں میں عجیب تسکین کے سامان پیدا فرمارہا ہے اور احمدیت کی سچائی اُن پر واضح کر رہا ہے۔ ہمارا بھی فرض ہے کہ اِن فضلوں سے حصہ لینے کے لئے اپنی طرف سے بھی مکمل کوشش کریں کہ یہ لوگ جتنی جلد ہو سکے زیادہ سے زیادہ حقیقی اسلام کے قریب آئیں۔ یہ نئے لوگ جو آرہے ہیں اُن کی جذباتی کیفیت الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ بہر حال اِن دو ملکوں کا میں نے مختصر ذکر کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر طرف ایسی ہوا چلی ہوئی ہے اور اُس کے فضل کے دروازے اس طرح کھل رہے ہیں کہ مختصر قیام میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے نظر آتے ہیں۔ اور پھر نئے شامل ہونے والے ایک نئے جذبے اور جوش سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو آگے پہنچانے کا اعلان کرتے ہیں۔ اور یہ انقلاب لمحوں میں ان میں پیدا ہوتا نظر آرہا ہے۔ آتے ہیں، ملتے ہیں، بات کرتے ہیں اور بیٹھے بیٹھے ایک عجیب کیفیت اُن پر طاری ہو جاتی ہے اور ایک نئے جذبے اور جوش سے وہاں سے اُٹھ کے جاتے ہیں۔ پس یہ خاص فضل اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید و نصرت کا ایک نظارہ ہے اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام کے نئے نئے پہلو واضح ہوتے ہیں کہ یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِی اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ۔ یعنی میں تیری مدد ایسے لوگوں کے ذریعے کروں گا جن کو ہم آسمان سے وحی کریں گے۔ اور حقیقت یہی ہے کہ ان میں سے اکثریت وہ ہے جن میں خدا تعالیٰ نے حق کی تلاش کا جوش پیدا کیا۔ پھر اُن کا جماعت سے کسی ذریعہ سے رابطہ ہوا اور احمدیت اور حقیقی اسلام کی خوبصورت تعلیم نے اُن کے دلوں میں گھر کر لیا۔ اب مولوی چاہے جتنا بھی زور لگا لیں جن دلوں کو اللہ تعالیٰ پاک کر کے مائل کر رہا ہے وہ اُن کے دنیاوی لالچوں اور خوفوں سے ڈر کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی صداقت اور ایمان میں مضبوطی کو چھوڑنے والے اور کمزوری دکھانے والے نہیں ہو سکتے۔

گزشتہ دنوں مَیں کیمرون کی ایک رپورٹ میں دیکھ رہا تھا جو نائیجیریا کے سپرد ہے، وہاں ہمارے مبلغ انچارج کہتے ہیں کہ کیمرون کے انگریزی بولنے والے علاقوں کے بعد اب فرنچ بولنے والے علاقوں میں بھی بڑی تیزی سے جماعت ترقی کر رہی ہے، جس کی وجہ سے جماعت احمدیہ کے جو مخالف مقامی مولوی ہیں اور بعض دفعہ وہاں تبلیغی جماعت کے یا دوسرے پاکستانی مولوی بھی پہنچ جاتے ہیں، اُن کی حسد کی آگ بڑھ رہی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ پاکستانی تبلیغی جماعت کا ایک گروپ بعض لوکل مُلّاؤں کے ساتھ مل کے 29 رمئی کو (یہ جو گزشتہ 29 رمئی گزری ہے) ہماری جماعت مامفے (Mamfe) کی مسجد بیت الہدیٰ میں آئے اور اُن لوگوں نے جماعت کے خلاف زبان درازی کی اور احبابِ جماعت کو جو چند وہاں بیٹھے ہوئے تھے ورغلانے کی کوشش بھی کی۔ اس پر احباب نے اُنہیں کہا کہ اگر یہاں، نماز پڑھنے آئے ہو تو پڑھو ورنہ یہاں سے چلے جاؤ ہم تمہاری بکواس نہیں سن سکتے۔ جس پر یہ لوگ وہاں سے چلے گئے لیکن یہاں سے ساٹھ کلو میٹر کے فاصلے پر ناگوٹی (Naguti) جگہ ہے، اُس میں ہماری ایک دوسری مسجد ہے ''مسجد بیت السلام'' جس کا اس سال افتتاح ہوا ہے وہاں پہنچے اور اُس وقت وہاں کی جو قریبی جماعت تھی اس میں بڑے وسیع پیمانے پر یومِ خلافت کا ایک جلسہ ہو رہا تھا اور لوگ اُس میں شامل ہونے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ چند ایک لوگ ہی وہاں بیٹھے تھے یہ (مولوی) اُن کے پاس گئے اور اُن کو ڈرایا دھمکایا لیکن اُنہوں نے نہ تو اُن کی باتیں سنیں اور نہ ہی اُن سے یہ کہا کہ ہاں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ لیکن بہر حال کیونکہ مقامی مولوی بھی ساتھ تھے اور کچھ بڑے لوگ بھی تھے اس کی وجہ سے وہ کچھ کر نہیں سکے اور ان مولویوں نے ہماری مسجد جس کا مَیں نے ذکر کیا کہ افتتاح ہوا ہے، وہاں سے قرآنِ کریم اور لٹریچر اُٹھایا اور مسجد کے باہر جو بورڈ لگا ہوا تھا اُس کو بھی توڑ کے اپنے ساتھ لے گئے۔ بہر حال جب ہماری جماعت کے لوگ واپس آئے تو پھر حکام سے رابطہ کیا۔ گو ان لوگوں نے ہمارے خلاف وہاں کے جو حکام تھے اُن کو کافی ورغلایا کہ یہ مسلمان نہیں ہیں اور فساد پیدا کرنے والے ہیں اور دہشتگرد ہیں اور ملک کے خلاف سازشیں کرنے والے ہیں۔ لیکن بہر حال افسران سے رابطے تھے بلکہ وہاں کے ایک بڑے افسر تھے اس علاقے کے ڈی پی او، ایڈمنسٹریٹو ہیڈ ہیں، اُن کو جب مسجد کا افتتاح ہوا ہے تو بلایا ہوا تھا اور وہ آئے ہوئے تھے۔ بہر حال جب معاملہ اُن تک پہنچا تو انہوں نے کہا کہ اب تو یہ لوگ چلے گئے ہیں آئندہ یہ آئیں تو مجھے اطلاع کرنا اور میں اِن کے خلاف مقدمہ درج کروں گا اور گرفتار کروں گا۔ تو یہ لوگ تو ہر جگہ اپنی کوششیں کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسی ہوا چلائی ہے کہ جہاں بیعتیں کروا رہا ہے وہاں دوسروں کے دلوں میں جو ابھی تک شامل نہیں ہوئے نرمی بھی پیدا کر رہا ہے۔ پس یہ لوگ جن کو کہا جاتا ہے کہ افریقہ میں رہنے والے ہیں اور جو دنیاوی تعلیم سے اتنے آراستہ نہیں لیکن ان کے دل اللہ تعالیٰ نے نورِ یقین سے بھر دیئے ہیں، وہ اپنے ایمان میں مضبوط ہیں۔ وہ ان نام نہاد علماء کے بھرّے میں آنے والے نہیں۔ ایمان سے پھیرنا تو شیطان کا کام ہے اور یہی اُس نے کہا تھا کہ اے اللہ! تیرے خالص بندے ہی ہیں جو میرے قابو میں نہیں آئیں گے۔ باقیوں کو تو مَیں ہر راستے سے ورغلانے کی کوشش کروں گا۔ پس جو ان ورغلانے والوں کا کام ہے وہ یہ کرتے چلے جائیں لیکن جن لوگوں کا اللہ تعالیٰ سے خالص تعلق پیدا ہو چکا ہے، جن لوگوں کو راستی دکھائی دے چکی ہے، اللہ تعالیٰ کے خالص بندے بن چکے ہیں وہ انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ ایمانوں پر قائم رہیں گے اور یہی اظہار ہر جگہ ہمیں نظر آرہا ہے۔

اب مَیں کچھ اور واقعات پیش کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح بعض لوگوں کی رہنمائی فرماتا ہے بلکہ حیران کن طور پر رہنمائی فرماتا ہے۔

قرغزستان سے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں: آرتر (Artur) صاحب نے گزشتہ رمضان المبارک میں بیعت کی تھی۔ وہ ایک دینی جماعت کے ممبر تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میرے اساتذہ نے مجھے برائیوں سے بچنے کے لئے اور سیدھے راستے پر چلنے کے لئے ایک دعا سکھائی۔ اس دعا کو سیکھے ہوئے ایک سال ہو چکا تھا لیکن میں نے وہ دعا نہیں کی تھی۔ کہتے ہیں کہ تین چار روز قبل میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا مانگی کہ اپنے فضل سے مجھے سیدھی راہ دکھا۔ اس دعا کے تین چار روز بعد مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں ایک پہاڑی کی چوٹی پر کھڑا ہوں اور وہاں سے آگے کئی اور چوٹیاں ہیں۔ مَیں ایک چوٹی سے چھلانگ کر دوسری چوٹی پر جا رہا ہوں۔ اس دوران آگے سے دو بندر نکلے ہیں اُن میں سے ایک بندر میرے بائیں طرف لپٹ گیا ہے جبکہ دوسرا سیدھا میری طرف آرہا ہے۔ اس دوران ایک دیوہیکل کوئی چیز آتی ہے اور اُس نے طاقت سے اُس بندر کو مجھ سے علیحدہ کر دیا اور میری جان بچائی۔ کہتے ہیں اس خواب کے بعد مَیں بیدار ہو گیا اور میں حیران تھا کہ یہ کیا خواب ہے۔ اس کے چند دن بعد میرا جماعت احمدیہ سے رابطہ ہو گیا اور مجھے جماعت کے بارے میں معلومات دی گئیں۔ مَیں نے چند کتب پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ بعد میں مجھے اس خواب کی تعبیر یہ معلوم ہوئی کہ بمطابق حدیث اس دَور کے بگڑے ہوئے علماء دراصل بندر ہی ہیں اور جماعت احمدیہ نے مجھے اس سے نجات دلائی ہے۔

پھر انڈونیشیا کے ایک دوست تھے جن کو گو بیعت کئے ہوئے تو چند سال ہو چکے ہیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ بیمار ہوا۔ ملٹری ہسپتال میں داخل تھا تو ہوش آتے ہی میں نے ایک کشف دیکھا کہ جیپ کی چھت پر ایک وسیع ٹیلی ویژن سکرین لگی ہوئی ہے یا چھت اس سکرین کی طرح چمک رہی ہے اور اس پر پہلے عربی میں کلمہ لکھا ہوا دیکھا۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ۔ پھر اس کے بعد قرآنِ کریم اور کچھ احادیث بھی دکھائی دیں اور آخر پر باری باری یہ کلمات لکھے دکھائے گئے۔ اسلام سے قبل نہیں مرنا۔ قیامت ابھی نہیں آئی۔ اور پھر یہ لکھا ہوا آیا کہ انسان کی زندگی ایک کتاب کی سی ہے۔ یہ کتاب انسان کی پیدائش کی طرح کھلتی ہے اور انسان کے مرنے کی طرح بند ہو جاتی ہے اور کسی وقت یہ دوبارہ کھولی جائے گی۔ ان کلمات میں سے ایک جملے سے ویول (Wewil) صاحب (اُن کا نام تھا) بڑے بے چین ہو گئے۔ اور یہ جو جملہ تھا کہ ''اسلام سے قبل نہیں مرنا''۔ اس پر بڑے حیران تھے کہ مَیں تو مسلمان ہوں اور میرے مسلمان ہونے کے باوجود مجھے یہ جملہ دکھایا گیا ہے۔ صحتیاب ہونے کے بعد انہوں نے بہت ساری مذہبی کتابیں پڑھیں۔ ایک حدیث پڑھی جس میں اسلام میں تہتّر فرقوں کا ذکر تھا جس میں ایک فرقہ ناجی ہے اور باقی نہیں۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد انہوں نے اہلسنت والجماعت فرقہ کی تلاش شروع کر دی۔ جب وہ اپنے کسی عالم یا مولوی سے ملتے تو ضرور اس کے متعلق سوال کرتے اور جواب ہمیشہ یہی ہوتا کہ ہم ہی اہلِ سنت والجماعت ہیں لیکن دلی طور پر یہ صاحب تسلیم نہیں کرتے تھے۔ کہتے ہیں سالہا سال تک وہ ناجی فرقہ کی تلاش میں رہے لیکن انہیں کچھ نہ ملا۔ حتی کہ جب حج کرنے مکّہ گئے تو وہاں بھی فرقہ اہلِ سنت والجماعت کو نہ پا سکے۔ 1998ء میں فوج سے ریٹائر ہوئے۔ کسی سے اپنی بے چینی کا ذکر کیا کہ یہ کیا چیز ہے جس کی مجھے سمجھ نہیں آرہی۔ پھر اُن کو ہمارے کسی احمدی نے بتایا کہ ''جماعت'' کے لئے ضروری ہے کہ ایک جماعت ہو، جماعت کا ایک امام ہو اور پھر اُس کے پیروکار بھی ہوں۔ اور مزید وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ امام بھی ایسا ہو جو عالمی سطح پر ہو اور اُس کے پیروکار اُس کے مکمل مطیع ہوں۔ تو اس احمدی نے جب ان غیر احمدی کرنل کو بتایا کہ اس زمانے میں وہ جماعت جس کا ایک عالمی امام ہے وہ صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہے اور یہ امام آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مہدی، جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے خلیفہ ہیں تو پھر اُس وقت یہ جو غیر احمدی کرنل ویول صاحب تھے، انہوں نے کہا کہ علماء کے نزدیک تو بانی جماعت احمدیہ نعوذ باللہ فتنہ پرداز تھے۔ اس کے جواب میں احمدی نے حقائق پیش کئے اور بتایا کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام واحد شخصیت ہیں جنہوں نے اس زمانے میں امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس کے بعد وہ کہتے ہیں کہ دن بدن میرا ایمان ترقی کرتا چلا گیا۔ آخر انہوں نے ایک وقت میں بیعت کر لی اور بیعت کرنے کے بعد تبلیغ کے میدان میں بڑی ترقی کر رہے ہیں اور تبلیغی شوق جو ہے اتنا ہے کہ وہاں سے ہمارے رپورٹ دینے والے مبلغ کہتے ہیں کہ جنون کی حد تک بڑھا ہوا ہے اور بعض جماعتیں بھی ان کے ذریعے سے قائم ہوئیں۔

پھر امیر صاحب گیمبیا کہتے ہیں کہ اپر ریور ریجن (Upper River Region) میں ایک گاؤں ''سرائے محمود'' کے نام سے موسوم ہے۔ وہاں ہماری اپنی مسجد ہے جہاں احمدی اور غیر احمدی اکٹھے نماز ادا کرتے ہیں۔ دو مہینے پہلے پڑوس کے گاؤں میں غیر احمدیوں نے اپنی مسجد تعمیر کر لی۔ ''سرائے محمود'' سے ایک غیر احمدی نے اس نئی مسجد میں جا کر جمعہ کی نماز ادا کرنے کا ارادہ کیا۔ جمعہ کی صبح نماز فجر کے بعد وہ جنگل میں لکڑیاں کاٹنے گیا اور واپس گھر آ کر جمعہ سے قبل کچھ دیر کے لئے سو گیا تو خواب میں دیکھا کہ غیر احمدیوں کی تعمیر کردہ مسجد میں جمعہ پڑھنے جا رہا ہے تو خواب میں اُسے دکھایا گیا کہ جس مسجد کو تم چھوڑ کر جا رہے ہو یعنی احمدیوں کی مسجد، وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں زیادہ قبولیت کا درجہ رکھتی ہے بہ نسبت اُس مسجد کے جہاں تم اب نماز پڑھنے جا رہے ہو۔ جاگنے کے بعد وہ احمدیہ مسجد میں گئے اور وہاں جمعہ کی نماز ادا کی اور اپنی خواب سنائی اور کہا کہ اب مجھ پر حقیقت کھل گئی ہے اور احمدیت واقعی سچی ہے اور یہ کہہ کر انہوں نے بیعت کر لی اور بڑے مخلص احمدی ہیں۔

گیمبیا کے امیر صاحب ہی لکھتے ہیں کہ وہاں ایک گاؤں ہے کنفینڈا (Kanfenda)، وہاں کے سامبا جالو (Samba Jallow) صاحب ہیں۔ انہوں نے خواب دیکھا کہ کچھ سفید فام لوگ پاکستانی لباس میں کسی

مقام پر چڑھے ہیں۔ یہ صاحب پوچھتے ہیں کہ یہ کون لوگ ہیں؟ اُن کو جواب ملتا ہے کہ یہ لوگ قادیان سے ہیں اور جس مہدی نے اس زمانے میں آنا تھا یہ اُس کے ساتھ ہیں۔ سامبا صاحب نہیں جانتے کہ قادیان کیا ہے اور کہاں ہے؟ خواب میں سامبا صاحب نے دیکھا کہ سورج اور چاند ایک دوسرے کے پیچھے مغرب سے مشرق کی طرف جارہے ہیں اور اس طرح کہ سفید فام لوگ اُسے بتاتے ہیں کہ یہ مہدی کے آنے کی علامت ہے۔ جب سامبا صاحب فرافینی ٹاؤن میں آئے تو وہاں اُنہوں نے امیر صاحب گیمبیا کو دیکھا اور اُنہوں نے دیکھتے ہی کہا کہ ایسے ہی افراد تھے جو اُنہیں خواب میں دکھائی دیئے۔ اُنہیں جماعت کا تعارف کروایا گیا تو اُنہوں نے وہیں بیعت کرلی۔ بیعت سے قبل سامبا صاحب مُلّاؤں کے پیچھے لگ کر مشرکانہ زندگی گزار رہے تھے۔ بیعت کے بعد یہ صاحب پنجوقتہ نمازی ہیں اور مالی معاونت میں بڑے پیش پیش ہیں۔ جماعتی چندوں میں بڑے آگے بڑھے ہوئے ہیں اور ایک پاکیزہ زندگی گزار رہے ہیں۔

پھر ایک صاحب ہیں محمد رمضان صاحب، کافی دیر کی بات ہے کہ یہ ہمارے ایک مشنری کے پاس آئے۔ ہمارے مبلغ محمود شاد صاحب جو شہید ہوگئے ہیں یہ اُس وقت تنزانیہ میں تھے یہ اُن کا بیان ہے کہ انہوں نے کہا کہ مَیں آپ کی جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ تو مَیں نے پوچھا کہ کیا آپ نے جماعت کا تعارف حاصل کیا ہے یا ویسے ہی آپ آئے ہیں۔ کہنے لگے مَیں پہلے ہی بہت وقت ضائع کر چکا ہوں۔ اب مجھے تیسری دفعہ خواب میں رہنمائی کی گئی ہے۔ اس لئے آج میں نے فیصلہ کیا ہے کہ لازماً بیعت کرنی ہے۔ اُس نے بتایا کہ اُس نے خود خدا سے رہنمائی مانگی تھی کہ سچے لوگ کون ہیں اور خواب میں مجھے تین دفعہ موروگورو کی احمدیہ مسجد دکھائی گئی اور آخری دفعہ تو مَیں نے یہ بھی دیکھا کہ مَیں ایک پہاڑی پر ہوں جہاں نور ہی نور ہے اور میرے ساتھی جو مجھے احمدیت سے روکتے تھے بہت نیچے ہیں۔ چنانچہ آج مَیں بیعت کرنے آیا ہوں۔ انہوں نے بیعت فارم پُر کیا اور ساتھ اُس کے بعد فوری طور پر چندوں کی ادائیگی بھی شروع کردی اور کہا کہ مَیں نے جہاں پہنچنا تھا پہنچ گیا۔

الجزائر کے ایک (دوست) محمد رابح صاحب ہیں۔ کہتے ہیں ایک سال سے زائد عرصہ سے مَیں ایم۔ٹی۔اے دیکھ رہا تھا۔ شروع میں وفاتِ مسیح، دجّال اور امام مہدی وغیرہ کے بارے میں جماعت کے خیالات سُن کر تعجب ہوا۔ استخارہ کرنے پر خواب میں دیکھا کہ مصطفیٰ ثابت صاحب اور شریف صاحب کے ساتھ ایک مسجد میں ہوں۔ انہوں نے پوچھا کہ تمہیں امام مہدی کے بارے میں کیسے معلوم ہوا؟ مَیں نے کہا کہ استخارہ سے۔ مجھے شروع سے ہی امام مہدی کے ظہور کا انتظار اور اس کے ساتھ ہو کر لڑنے کا شوق تھا۔ یہ کہتے ہیں اُس کے بعد مَیں احمدی ہوگیا لیکن دوست احباب مجھے چھوڑ گئے۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ صرف خدا کی رضا چاہتا ہوں۔ اور بیعت کی درخواست کی۔

زمبابوے کے مبلغ لکھتے ہیں کہ یہاں مسلم یُوتھ کے ایک عہدیدار نے بیعت کی۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے جب وہ ایک عیسائی چرچ کے ممبر بنے تو اُن کو Baptise کرنے کے لئے پادری نے تاریخ مقرر کی۔ اس دن اچانک پادری صاحب بیمار ہوگئے۔ دوسری بار تاریخ مقرر کی تو پادری صاحب کی والدہ بیمار ہوگئیں۔ تیسری بار جب تاریخ مقرر کی تو اس زور کی بارش ہوئی کہ کوئی وہاں نہ جاسکا۔ اس کے بعد اس نوجوان نے خواب میں دیکھا کہ ایک مجمع ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام ایک طرف کھڑے ہیں اور اُسے اپنی طرف بلاتے ہیں۔ یہ نوجوان کوشش کرتا ہے کہ مسیح تک پہنچے لیکن پہنچ نہیں سکا۔ اسی اثناء میں آنکھ کھل گئی۔ اس کے بعد اُس نے عیسائیت کو چھوڑ دیا۔ اب بیعت کرنے سے پہلے اس نوجوان نے خواب دیکھا کہ اس کا سارا جسم گردن تک دلدل میں پھنسا ہوا ہے اور اُس کو کسی نے پکڑ کر دلدل سے نکال دیا ہے۔ تو ہمارے مبلغ نے اُن سے پوچھا کہ تمہیں ان کا چہرہ یاد ہے کہ دلدل سے کس نے نکالا تھا؟ کہنے لگا: ہاں یاد ہے۔ جب اُنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دکھائی تو کہنے لگے۔ یہی چہرہ تھا جنہوں نے مجھے پکڑ کے دلدل سے نکالا تھا۔

پھر برکینا فاسو میں ڈوری سے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک گاؤں پُوئی ٹینگا ہے۔ اس کے تبلیغی دورے کے دوران ایک بزرگ نے بیعت کی جن کی عمر پینسٹھ سال ہوگی۔ بیعت کے بعد وہ بتانے لگے کہ آپ لوگوں کے آنے سے پہلے میں نے رؤیا میں ایک بزرگ کو دیکھا جو مجھے کہنے لگا کہ آدم علیہ السلام نازل ہوئے ہیں اُن کو قبول کرو۔ ایک ماہ کے وقفے کے بعد بعینہٖ وہی بزرگ دوبارہ مجھے ملے اور یہی پیغام دیا کہ آدم علیہ السلام نازل ہوئے ہیں اُن کو قبول کرو۔ ان کو تفصیلاً بتایا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام جن کی آپ نے بیعت کی ہے اُن کا نام بھی اللہ نے آدم رکھا ہے۔ اور اپنے اس رؤیا کے پورا ہونے پر بڑے خوش ہوئے۔ اُس کے بعد اپنے خاندان میں انہوں نے تبلیغ کی اور سو کے قریب افراد کو جماعت میں شامل کیا۔

پھر مصر کی ہالہ صاحبہ ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت امام مہدی اور آپ کی جماعت پانی کے اوپر چل رہے ہیں۔ مَیں نے درخواست کی کہ مجھے بھی شرفِ مصاحبت بخشیں۔ اُنہوں نے کہا کہ واپسی پر ہم آپ کو ساتھ لے لیں گے۔ اس رؤیا کے بعد مَیں نے صوفی ازم میں تلاشِ حق شروع کی لیکن اطمینان نہ ہوا۔ مَیں نے کہا کہ میری خواب سے مراد صوفی فرقہ نہیں ہوسکتا۔ باوجود اس کے کہ اِن لوگوں کا اصرار تھا کہ مَیں نے اُنہی کو خواب میں دیکھا تھا۔ گھر آ کر مَیں ٹی وی پر مختلف چینل دیکھنے لگی یہاں تک کہ ایم۔ٹی۔اے العربیہ نظر آیا اور میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ مَیں نے اس چینل پر وہی شخص دیکھا جس کو خواب میں دیکھا تھا کہ وہ پانی پر چل رہا ہے اور امام مہدی ہے۔ اور مجھے انہوں نے لکھا کہ اس وقت انہوں نے مجھے دیکھا تھا۔

تو یہ سب خوابیں جو اللہ تعالیٰ دکھاتا ہے، لوگ جو خلفاء کو دیکھتے ہیں تو اس سے بھی اصل میں اللہ تعالیٰ کا یہ بتانا مقصود ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد خلافت کا جو نظام ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا ہی ایک تسلسل ہے۔

پورتو نوو (بینن) سے مبلغ ہمارے لکھتے ہیں کہ ہمارے گھر میں ایک لطیفہ نامی عورت بطور ملازمہ کے آئیں اور چند دن کے بعد ہی بیمار پڑ گئیں اور دو تین ہفتے کی چھٹی کی اور پھر یوکے کا جو جلسہ ہونا تھا اُس جلسہ کے قریب دوبارہ کام پر آنا شروع ہوئیں اور آ کر انہوں نے مربی صاحب کی اہلیہ کو بتایا کہ اس بیماری کے دوران دو تین مرتبہ مجھے خواب آئی ہے اور اُس کا مجھ پر بڑا شدید اثر ہے۔ کہتی ہیں بیماری کے دوران میں خوب دعائیں کرتی رہی اور دعائیں کرتی ہوئی سوتی تھی کہ اے اللہ! میرے گناہ بخش اور مجھے اور میری بچی کو جو شدید بخار میں ہے بچا لے اور ہمیں اپنے سیدھے راستے پر موت دینا۔ کہتی ہیں کہ ایک دن خواب میں کیا دیکھتی ہوں کہ میرا کمرہ خوب روشن ہوگیا اور نور ہی نور ہے۔ تو میں یہ نظارہ دیکھ کر ابھی ڈر رہی تھی کہ بہت ہی خوبصورت سفید رنگ کا عمامہ پہنے ہوئے بزرگ ظاہر ہوئے اور مجھے اپنی طرف بلا رہے ہیں۔ اُس دن یہ نظارہ ختم ہوگیا۔ پھر دو چار دن کے بعد ایسا ہی نظارہ دوبارہ دیکھا اور دو شخص ہیں جو ایک بہت بڑے سفید گھر میں داخل ہوتے ہیں اور لوگوں کے ہاتھ پکڑ کر کچھ باتیں کرتے ہیں۔ وہاں بہت زیادہ کالے لوگ بھی ہیں، گورے بھی ہیں، ہر نسل کے ہیں جو اس کے پیچھے پیچھے الفاظ دہراتے ہیں اور بعد میں یہ کھڑے ہو کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں باتیں کرتے ہیں۔ تو جب یہ خاتون آئیں اور انہوں نے مربی صاحب کی اہلیہ کو یہ خواب سنائی تو کہتے ہیں کہ اس دن جلسہ یوکے میں عالمی بیعت کا دن تھا۔ مَیں نے اس کو کہا کہ جس طرح کی تم بات کر رہی ہو اس سے لگتا ہے کہ اس کو وہاں مسجد میں ہی لے آؤ جہاں بیعت ہو رہی ہے۔ تو خیر یہ خاتون مربی صاحب کی اہلیہ کے ساتھ مسجد چلی گئیں اور ایم۔ٹی۔اے پر جو نظارہ دیکھتی تھیں تو بار بار اِن کی اہلیہ کے گھٹنوں پر ہاتھ مار کر کہتی تھیں کہ ماما! بالکل یہی میں نے دیکھا ہے (وہاں افریقہ میں کسی عورت کو عزت سے بلانا ہو تو ''ماما'' کہتے ہیں)۔ یہ دو سال پہلے کا واقعہ ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ جب یہ عالمی بیعت شروع ہوئی اور (ایک سفید مارکی میں جب مَیں داخل ہوا) تو یہ عورت اچھی طرح اہلیہ کو متوجہ کر کے کہتی ہیں کہ یہی وہ شخص تھا جو میری خواب میں آیا تھا اور دیکھو وہ بڑے سارے سفید گھر میں داخل ہوئے ہیں، (مارکی سفید رنگ کی تھی)۔ دیکھو لوگ بھی بہت زیادہ ہیں۔ پھر عالمی بیعت کر کے بہت خوش تھیں۔ اور گھر پہنچنے پر سارا خواب بڑی تسلی سے پھر دوبارہ سنایا۔ جس پر مربی صاحب کہتے ہیں مَیں نے سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری رہنمائی بڑی وضاحت سے کی ہے۔ اس لئے امام مہدی کی جماعت میں شامل ہو جاؤ اور سچے دل سے شامل ہو گی تو یہی تمہارے مسائل کا حل ہے۔ کیونکہ تمہیں خلیفہ وقت نے خود آ کر اپنی طرف بلایا ہے، تمہیں اس بارے میں غور کرنا چاہئے۔ اُس نے کہا کہ گو میں الفاظ تو دہرا چکی ہوں لیکن سوچ کر جواب دوں گی کہ مَیں مانتی ہوں کہ نہیں۔ گو ان کی بڑی عمر تھی اور والدین بھی بڑھاپے میں تھے۔ گھر جا کر اپنے والدین کو بتایا تو والد بڑے ناراض ہوئے کہ تمہیں اس دن کے لئے ہم نے پیدا کیا تھا کہ اپنے باپ دادا کے دین سے منحرف ہو رہی ہو؟ بہرحال ایک دن وہ آئیں اور رو پڑیں کہ وہ بزرگ دوبارہ میری خواب میں آئے ہیں یعنی خلیفۂ وقت (مجھے دیکھا انہوں نے) اور کہا کہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بتاتے ہیں اور زور دیتے ہیں کہ میری طرف آ جاؤ۔ اسی میں تیری نجات ہے۔ اس لئے مَیں بڑی پریشان ہوں۔ پتہ نہیں موت مجھے کیسے آ گھیرے۔ پہلے ہی پچاس سال سے اوپر ہو چکی ہوں۔ اس لئے مَیں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ اب مَیں احمدیت میں داخل ہو جاؤں اور مجھے میرے باپ نے تو قبر کے عذاب سے نہیں بچانا۔ چنانچہ انہوں نے سچے دل سے بیعت کرلی ہے اور اپنی تنخواہ میں سے باقاعدہ چندہ بھی دینا شروع کردیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس سچائی کو دلوں میں ڈالنے کے واقعات تو بے شمار ہیں۔ اِن کا بیان ممکن نہیں ہے۔ انشاء اللہ جلسہ آ رہا ہے۔ اس سال کے کچھ واقعات وہاں بھی آپ سنیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارشوں کو بھی دیکھیں گے لیکن سب کو سمیٹنا ممکن نہیں۔ اس لئے جیسا کہ مَیں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ اب مَیں نے دورانِ سال بھی یہ ذکر کرنا شروع کر دیا ہے تا کہ ہم ان نئے آنے والوں کے لئے بھی اور اپنے ایمانوں کی مضبوطی کے لئے بھی دعا کریں اور اللہ تعالیٰ کے ان انعامات پر حمد اور شکر بھی کریں کہ خدا تعالیٰ محض اپنے فضل سے ہمیں سچائی کے راستے دکھا رہا ہے اور پھر اس پر قائم بھی کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں کے یہ نظارے ہمیشہ ہمیں دکھاتا چلا جائے اور

ارشاد نبویؐ

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 مینگو لین کلکتہ 70001

دکان: 2248-5222

2248-16522243-0794

رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

نونیت جیولرز NAVNEET JEWELLERS

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

ہم سب کو اور نئے آنے والوں کو بھی ثباتِ قدم عطا فرمائے۔

پس وہ لوگ جو اپنے زعم میں دنیا میں پھر پھر کر احمدیت کے خلاف زہر اُگل کر نیک فطرتوں کو احمدیت سے بدظن کرنا چاہتے ہیں اُنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں مَیں یہ کہتا ہوں۔ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’اے سونے والو! بیدار ہو جاؤ۔ اے غافلو! اُٹھ بیٹھو کہ ایک انقلابِ عظیم کا وقت آ گیا۔ یہ رونے کا وقت ہے نہ سونے کا۔ اور تضرع کا وقت ہے نہ ٹھٹھے اور ہنسی اور تکفیر بازی کا۔ دعا کرو کہ خداوند کریم تمہیں آنکھیں بخشے تا تم موجودہ ظلمت کو بھی بتمام وکمال دیکھ لو اور نیز اُس نور کو بھی جو رحمتِ الٰہیہ نے اُس ظلمت کے مٹانے کے لئے تیار کیا ہے۔ پچھلی راتوں کو اُٹھو اور خدا تعالیٰ سے رو رو کر ہدایت چاہو اور ناحق حقّانی سلسلہ کے مٹانے کے لئے بددعائیں مت کرو اور نہ منصوبے سوچو۔ خدا تعالیٰ تمہاری غفلت اور بھول کے ارادوں کی پیروی نہیں کرتا۔ وہ تمہارے دماغوں اور دلوں کی بیوقوفیاں تم پر ظاہر کرے گا۔ اور اپنے بندے کا مددگار ہو گا اور اس درخت کو کبھی نہیں کاٹے گا جس کو اس نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ کیا کوئی تم میں سے اپنے اس پودہ کو کاٹ سکتا ہے جس کے پھل لانے کی اس کو توقع ہے۔ پھر وہ جو دانا و بینا اور ارحم الراحمین ہے وہ کیوں اپنے اس پودہ کو کاٹے جس کے پھلوں کے مبارک دنوں کی وہ انتظار کر رہا ہے‘‘۔ (آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 53-54)

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو یہ پیغام سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اب چند جنازے ہیں جو مَیں جمعہ کے بعد پڑھاؤں گا اُن کے بارے میں ذرا بتانا چاہتا ہوں۔

پہلا تو ہے مکرم ڈاکٹر سید فاروق احمد صاحب کا جو سید محی الدین احمد صاحب رانچی انڈیا کے بیٹے تھے۔ برمنگھم میں رہتے تھے۔ پرسوں 6/جولائی کو اُن کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 1958ء میں ڈاکٹر کی ڈگری لینے کے بعد جو انہوں نے پٹنہ یونیورسٹی انڈیا سے حاصل کی، 1964ء میں یو۔کے آئے اور رائل کالج آف سرجن میں شمولیت اختیار کی۔ ویسٹرن انگلینڈ میں GP کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ نہایت سادہ، ہمدرد، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ پُر جوش داعی الی اللہ بھی تھے اِن کو بہت سے خاندانوں کو احمدیت میں شامل کرنے کا موقع ملا۔ آپ نے سیکرٹری تبلیغ، زعیم انصار اللہ اور صدر جماعت اور ریجنل امیر کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ مالی قربانی میں بھی ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ اپنی امارت کے دوران ویسٹ مڈلینڈ میں مسجد دارالبرکات برمنگھم کے علاوہ اور بھی مساجد تعمیر کروانے کی توفیق پائی۔ آپ موصی تھے۔ ان کے چھوٹے بھائی سید لئیق احمد گزشتہ سال اٹھائیس مئی کو جو واقعہ ہوا ہے، اُس میں شہید ہو گئے تھے۔ تمام خاندان ہی بڑا مخلصین کا خاندان ہے۔ اللہ تعالیٰ اِن کے درجات بلند کرے۔

دوسرا جنازہ ہے مکرمہ صدیقہ قدسیہ صاحبہ کا جو رانا حفاظت احمد صاحب سیالکوٹ کی اہلیہ تھیں۔ ان کے ایک بیٹے رانا صباحت احمد مربی سلسلہ ہیں جو آج کل نظارتِ اصلاح وارشاد مرکزیہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ 21/مارچ کو 57 سال کی عمر میں اِن کی وفات ہوئی۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ سکول ٹیچر تھیں۔ گاؤں والوں سے اچھا تعلق تھا۔ گاؤں میں صرف ایک ہی احمدی گھرانہ تھا جس کی وجہ سے کئی ابتلا کے مواقع آئے لیکن آپ نے ہمیشہ ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ جماعت کے ساتھ اخلاص ووفا کا گہرا تعلق تھا۔ نیک سیرت، نمازوں کی پابند، دعوتِ الی اللہ میں بھرپور جذبہ رکھنے والی خاتون تھیں۔ چندوں اور پردے کی بڑی پابندی اور باقاعدگی تھی۔ موصیہ بھی تھیں۔

اور تیسرا جنازہ ہے عزیزم شاہد مرید تالپور جو نور احمد تالپور صاحب حیدرآباد کے بیٹے تھے۔ آج کل ایڈلیڈ میں ساؤتھ آسٹریلیا میں تھے۔ 2 جون کو اپنے گھر کے سامنے سڑک عبور کرتے ہوئے ان کی وفات ہو گئی۔ اڑتیس سال ان کی عمر تھی۔ ان کے والد نور احمد تالپور صاحب ایک لمبا عرصہ امیر جماعت حیدرآباد بھی رہے ہیں۔ شاہد مرید نے مہران یونیورسٹی سے الیکٹریکل انجنیئر نگ کی تھی اور پھر کچھ عرصہ پاکستان میں ایک کمپنی میں کام کرتے رہے۔ پھر آسٹریلیا آ گئے اور یہاں بھی ایک کمپنی میں نیٹ ورک انالسٹ (Anaylist) کے طور پر کام کر رہے تھے۔ پاکستان میں بھی یہ قائد مجلس کے طور پر خدمت کی توفیق پاتے رہے اور اچھے قائدین میں سے تھے، علمِ انعامی حاصل کرنے والے۔ 1992ء میں کوٹری مسجد کی حفاظت کے دوران بائیس افراد کو اسیر بنایا گیا جن میں یہ بھی شامل تھے۔ ان کے والد اچھے وکیل تھے۔ اثر ورسوخ والے تھے۔ اس وجہ سے جب یہ عدالت میں آتے تو بعض دفعہ پولیس والے ان کو کرسی دے دیتے تھے اور یہ ہمیشہ اپنے جو سینئر انصار تھے اُن کو بٹھا دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ جج نے ان کو کہا کہ مَیں آپ کے بیٹے کو ضمانت پر رہا کر دیتا ہوں تو ان کے والد صاحب بھی بڑے مخلص آدمی تھے انہوں نے کہا کہ میرے لئے تو سارے بائیس افراد جو ہیں یہ سب میرے بیٹے ہیں یا تو سب کو آزاد کر دو یا اس کو بھی اندر رکھو۔ تو یہ بڑا وفا سے احمدیت پر قائم رہنے والا خاندان تھا اور ہے۔ رہائی کے بعد لطیف آباد کے تین خدام کو اپنی گاڑی پر مسلسل آٹھ سال تک یہ عدالت میں پیشی کے لئے لے جاتے رہے اور واپس لاتے رہے۔ 1999ء میں یہ آسٹریلیا چلے گئے تھے اور وہاں بھی اللہ کے فضل سے جماعت کی سیکرٹری امورِ عامہ، سیکرٹری تعلیم، جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے خدمت انجام دے رہے تھے۔ ایڈلیڈ کی مسجد کمیٹی کے ایک فعال رکن تھے۔ اور وفات والے دن بھی مسجد کمیٹی کے ممبران کے ساتھ چند جگہیں دیکھنے گئے تھے- واپس لوٹے ہی تھے کہ گھر کے قریب سڑک عبور کرتے ہوئے حادثے میں وفات پا گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ بڑے اطاعت گزار اور نظامِ جماعت کی طرف سے جو کام بھی سپرد ہوتا نہایت محنت، اخلاص اور دیانتداری سے بروقت کرتے تھے۔ ان کی وفات بھی گویا جماعتی خدمت کے دوران ہی ہوئی ہے اور یہ بہت بڑا اعزاز ہے۔ بڑے خوش اخلاق تھے اور عبادت گزار اور نیک۔ ضرورتمندوں کی پوشیدہ طور پر مدد کرتے تھے۔ ہر ایک کے ساتھ بڑی عزت سے پیش آتے۔ جماعت میں بڑا احترام تھا۔ ہر فرد کا احترام کرتے تھے۔ خاص طور پر عہدے داروں کا بڑا احترام کرتے تھے۔ موصی بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ ان کے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں ہیں۔ ان سب کے جنازے انشاء اللہ ابھی نمازِ جمعہ کے بعد پڑھاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ سب کے درجات بلند کرے۔

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ

خالص سونے کے زیورات کا مرکز

الفضل جیولرز گولبازار ربوہ 047-6215747

کاشف جیولرز چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ فون 047-6213649

جماعت احمدیہ کالیکٹ (کیرلہ) کے زیر اہتمام شاندار تقریب عید ملن

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ کالیکٹ کے زیر اہتمام مورخہ ۳ ستمبر ۲۰۱۱ء بروز ہفتہ مسجد احمدیہ بیت القدوس میں محترم کے ایم احمد کویا صاحب زونل امیر کالیکٹ کی زیر صدارت نہایت شاندار عید ملن تقریب منعقد ہوئی۔ اس میں کالیکٹ شہر کے معززین نے شرکت کی۔

خاکسار پی اے محمد سلیم کی تلاوتِ قرآن مجید کے بعد عزیزم عاقب سلمان صاحب نے نہایت خوش الحانی سے نظم سنائی۔ بعد ازاں مکرم اے ایم محمد سلیم صاحب ایڈیٹر ستیہ دوتن نے استقبالیہ تقریر میں اِس تقریب کے انعقاد کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی اِس کے بعد محترم مولانا محمد عمر صاحب نائب ناظر اعلیٰ قادیان نے اس تقریب کا افتتاح فرمایا۔ آپ نے بتایا جماعت احمدیہ عالمگیر دنیا کے سامنے امن وآشتی پیار ومحبت اور بھائی چارہ کا پیغام دیتی ہے۔ جماعت احمدیہ کا موٹو Love For All, Hatred For None ہے۔

آپ نے عالمگیر سطح پر جماعت احمدیہ کی طرف سے کی جانے والی قیام امن کی کوششوں پر روشنی ڈالی آپ نے بتایا کہ پچھلے ستائیس سال سے پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف کئے جانے والے ظلم وستم کے باوجود حکومت پاکستان کے خلاف کبھی بھی کوئی قسم کی ردعمل نہیں کیا اور یہ معاملہ خدا تعالیٰ کے سپرد کیا۔ وہ خود انتقام لے رہا ہے۔

اس تقریر کے بعد شریمتی پدمجہ میر کالیکٹ کارپوریشن نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مذہب کے پیروکار اپنی خود غرضی کی خاطر ظلم اور تشدد سے کام لیتے رہتے ہیں جماعت احمدیہ کو میں عرصہ سے جانتی ہوں کہ یہ جماعت وسعتِ قلبی اور صبر وسکون تعلیم دیتے ہیں۔ اِس قسم کی تقریب بہت خوش آئند اور دل ودماغ کو معطر کرنے والی ہے۔

کالیکٹ ایم پی شری ایم کے رنگھون نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ جماعتِ احمدیہ عالمگیر سطح پر قیام امن کیلئے کوشش کر رہی ہے اور صحیح اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرتی ہے۔ آپ نے بتایا کہ آج کل اسلامی ممالک میں اسلام کی تعلیم کے خلاف عمل کرنے کے نتیجہ میں بدامنی اور ظلم وستم اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔ اس کے بعد کالیکٹ ضلع پنچایت صدر محترمہ جمیلہ صاحبہ نے تقریر میں فرمایا کہ مجھے بہت خوشی ہوئی جب میں نے اس تقریب میں شرکت کی اور افتتاحی تقریر بھی سنی تو میری خوشی دوبالا ہو گئی۔ میں نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے پولیس کمشنر سے کہا کہ اگر تمام ممالک یہ تعلیم اپناتے رہیں تو آپ پولیس والوں کو زیادہ محنت اور تکلیف اٹھانے کی نوبت نہیں آتی۔

اس کے بعد سپرجن کمار پولیس کمشنر کالیکٹ نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں کی تعریف کرتے ہوئے جماعت کو مبارکباد پیش کی۔

بعد ازاں شری پردیپ کمار ایم ایل اے نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کی امن بخش کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے جماعت کی ہر کوشش کی تائید کرتے ہوئے ہر ممکن تعاون دینے کا وعدہ کیا۔ بعد ازاں محترم زونل امیر صاحب نے اپنی اختتامی تقریر میں حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کے بارے میں مختلف مذاہب کی کتب میں درج کی گئی پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ان پیشگوئیوں میں فرمودہ تمام علامتیں اس زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کی صداقت کیلئے تمام خوبیوں کے ساتھ پوری ہو چکی ہیں۔

آخر پر محترم مولانا محمد عمر صاحب کی اجتماعی دُعا کے ساتھ یہ تقریب اختتام پزیر ہوئی۔ تقریب شروع ہونے سے قبل دنیا کے مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ کی طرف سے کی جانے والی امن کانفرنس اور Humanity First کی سرگرمیاں حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مختلف ممالک کے دوروں پر مشتمل ڈاکومینٹری دکھائی گئی۔ جس کا ناظرین پر اچھا اثر ہوا۔ تقریب کے اختتام پر تمام مہمانانِ کرام وحاضرین کو کھانا پیش کیا گیا۔ اس تقریب کی اخبارات میں بھی وسیع پیمانے پر کوریج ہوئی۔

(پی اے محمد سلیم۔ سرکل انچارج کالیکٹ زون۔ کیرلہ)

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا اطفال الاحمدیہ سے خطاب

آپ نے بڑے ہو کر ساری دنیا کے بوجھ اٹھانے ہیں اس لئے ابھی سے فکر کریں۔ ہمیشہ سچ بولیں اور سچائی کو بڑی مضبوطی کے ساتھ پکڑیں۔
اگر آپ نے سچ کی حفاظت نہ کی تو پھر آئندہ کبھی کوئی اس کی حفاظت کرنے والا نظر نہیں آئے گا۔

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ۲۰؍اکتوبر ۱۹۸۳ء کو مسجد اقصیٰ ربوہ میں اطفال الاحمدیہ کے سالانہ مرکزیہ اجتماع کے موقع پر جو خطاب فرمایا تھا وہ قارئین بدر کیلئے پیش خدمت ہے۔(مدیر)

تشہد و تعوذ و سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

بچوں کے اخلاق بگاڑنے کے ذرائع:-

دنیا میں شیطان نے اپنے دام میں انسان کو پھنسانے کے لئے مختلف قسم کے جو جال پھیلائے ہیں وہ زندگی کے ہر شعبہ پر پھیلائے جا رہے ہیں۔ ان سے صرف بڑے لوگ ہی متاثر نہیں ہوتے بلکہ چھوٹوں کو بھی متاثر کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ اب ریڈیو کے ٹیلیویژن کے ذریعہ اور اسی قسم کے نئے مواصلات کے ذریعہ اور کیسٹ اور ویڈیو کیسٹ ریکارڈنگ کے ذریعہ بچوں کے مزاج کو بگاڑا جا رہا ہے اور انہیں نت نئی گندگیوں کی طرف مائل کیا جاتا ہے۔ تاکہ جب وہ بڑے ہوں تو خدا کے نہ رہیں اور بلوغت تک پہنچتے پہنچتے ان کے رجحانات ہی بالکل بدل جائیں۔

بچو! تم اس جگہ بیٹھے یہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ دنیا میں شیطان نے کس طرح انسانی فطرت کو بگاڑنے کی زبردست مہم شروع کر رکھی ہے اور کتنی مخرب اخلاق چیزیں ہیں جن میں بچوں کو بھی رفتہ رفتہ ملوث کیا جا رہا ہے۔ ان میں سے ایک چیز ہے جس کو porno graphy (پورنا گرافی) کہتے ہیں۔ اس سے امریکہ اور دوسرے ترقی یافتہ ممالک اتنے زیادہ متاثر ہو چکے ہیں کہ اب وہ اس کے چنگل سے آزاد ہونا بھی چاہیں تو نہیں ہو سکتے۔ اور یہ ایک نہایت ہی مکروہ خیال ہے اور ایک ایسا بھیانک تصور ہے جو معصوم زندگیوں کو وسیع پیمانے پر تباہ و برباد کر رہا ہے۔ اس کے ذریعہ معصوم بچوں کو ایسی گندگی میں مبتلا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ جس کا بیچارے تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ابھی وہ بالغ ہوئے نہیں ہوتے لیکن بچپن ہی سے ان کو گندگیوں میں ملوث کیا جا رہا ہے ننگی تصویریں کھینچ کر بھی اور دوسرے ذرائع سے بھی یہاں تک کہ اب امریکہ میں بچوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہے جو انسانی جذبات سے کلیۃً محروم ہو گئی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مغربی ممالک کی ان آزاد سوسائٹیوں میں بچوں پر اتنا ظلم کیا جانے لگا ہے۔ کہ اس کے نتیجہ میں وہ نفسیاتی مریض بن کر بڑے ہوتے ہیں۔ اور ایک نہیں دو نہیں بلکہ ایسے بچے لکھوکھا کی تعداد میں ہیں جن کی زندگی سے انہوں نے ساری لذتیں چھین لی ہیں۔ اور وہ بڑے ہو کر یا پاگل خانوں میں پہنچ جاتے ہیں یا ایسی زندگی بسر کرتے ہیں جس میں لذت یابی کی خاصیت ہی باقی نہیں رہتی۔

گندی تحریکات اور ان کا انسداد:-

ان سارے امور پر نظر کرتے ہوئے میرے ذہن میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ان گندی اور غلط تحریکات کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمارے بڑوں کی تقریروں اور ان کا تصنیف کردہ لٹریچر کافی نہیں ہے بلکہ ہمیں مقابل کی تحریک چلانی چاہئے جو بچوں کی طرف سے جاری ہو اور ہمارے بچوں میں ان چیزوں کا مقابلہ کرنے کی اہلیت پیدا کی جائے اور اس کے لئے اگرچہ بڑے پروگرام بنائیں اور مضامین لکھ کر بچوں کی مدد کریں لیکن اس میں سے زیادہ تر ہمارے بچے حصہ لیں۔ مثلاً جب ہم بچوں کو نماز پڑھانے کا طریق بتاتے ہیں یا بچوں کو اللہ کی محبت اور پیار کے قصہ سناتے ہیں یا بچوں کو بتاتے ہیں کہ اس طرح پرانے زمانوں میں یا اس زمانہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دور میں کس طرح بچے چھوٹی عمر میں ہی خدا والے بن گئے تھے تو یہ وہ باتیں ہیں جن کو بجائے اس کے کہ کوئی بڑا ان کو سنائے بچوں کے پروگرام بنائے جائیں۔ اور ان کی ویڈیو ریکارڈنگ کی جائے اور پھر ان کو مختلف زبانوں میں ڈھال کر انگریز بچے انگریزی میں اور جرمن بچے جرمن میں اور چینی بچے چینی میں اور انڈونیشین بچے انڈونیشین میں اپنی اپنی قوم کے بچوں کو سمجھانے کا انتظام کریں اور وہ ان کو نمازیں پڑھانے کا طریق سکھائیں۔ نماز کے آداب بتائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مقام کے متعلق بچوں کو آگاہ کریں تاکہ اگلی نسل کی پوری پوری تربیت ہو اور ہمارے احمدی بچے ساری دنیا کی رہنمائی کرنے لگیں۔

پاکستانی بچوں کی منفرد حیثیت:-

اس سلسلہ میں سب سے پہلی ذمہ داری پاکستان کے بچوں پر عائد ہوتی ہے۔ کیونکہ پاکستان میں سلسلہ کا مرکز قائم ہے اور روحانی طور پر فائدہ اُٹھانے کا جتنا موقع یہاں کے بچوں کو حاصل ہے اتنا باہر کے بچوں کو تو میسر نہیں آ سکتا۔ اس لئے مجلس خدام الاحمدیہ کے شعبہ اطفال کے تحت اب ایسے پروگرام بننے چاہئیں کہ جن کے نتیجہ میں ساری دنیا میں نئی قسم کی دلچسپیوں کے پروگرام اور طریقے رائج کئے جائیں کیسٹس سے بھی فائدہ اٹھایا جائے بچوں کی معلوماتی فلموں سے بھی فائدہ اٹھایا جائے اور ویڈیو ریکارڈنگ سے بھی فائدہ اٹھایا جائے۔

بچوں کے خیالات پر برے اثرات:-

بیچارے بچوں کو اس قدر پاگل بنایا جا رہا ہے کہ اب ان کے تصورات ہی بگڑ گئے ہیں انسانی زندگی کے احساسات وغیرہ جن کا میں نے پہلے ذکر کیا تھا ان کے علاوہ میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتا ہوں۔ یعنی وہ تو محض گندگی ہے جس کو پورنا گرافی (prrnography) کہتے ہیں۔ بچوں کے عام خیالات بھی بگاڑے جا رہے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی اور ادنیٰ ادنیٰ چیزوں کی طرف بچوں کے میلان بڑھائے جا رہے ہیں۔ مثلاً بے ہودہ حرکتیں، خوشی کے لغو اظہار جن میں کوئی حکمت نہیں ہوتی، کوئی معنی نہیں ہوتے ٹیلیویژن کے اشتہارات بھی بچوں میں نئے نئے خیالات پیدا کرتے چلے جا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ بچوں کا out look یعنی زندگی کا نظریہ ہی بدل گیا ہے ان کے خیالات مسموم ہو چکے ہیں۔ ان کو پتہ نہیں کہ سچی خوشی کس کو کہتے ہیں بنی نوع انسان کے ساتھ تعلق میں اور غریب لوگوں کی خدمت سے کیا لذت محسوس ہوتی ہے ان چیزوں سے وہ بالکل ناواقف ہو چکے ہیں۔

زندگی کو بچوں کا کھلونا بنا دیا ہے:-

اب تو یہ حال ہے کہ بچے کوئی اچھا چاکلیٹ دیکھیں، کوئی اچھی آئس کریم دیکھیں تو ان کو یہ پتہ ہے کہ کس طرح اچھلنا ہے کس طرح شور مچانا ہے اور کس طرح منہ سے رالیں ٹپکانی ہیں اور ان کے اشتہار بھی اُن کو یہی تربیت دے رہے ہیں۔ پاگلوں والی حرکتیں کر رہے ہیں اور ایسے ایسے لغو قصے ان کو بتائے جا رہے ہیں کہ جن سے بچوں کے ذہن اور تصور کی دنیا ہی بگڑ رہی ہے۔ مثلاً اب ان کو یہ بتایا جا رہا ہے کہ کس طرح دوسری دنیا کے راکٹ آ رہے ہیں اور ان کے ساتھ لڑائیاں ہو رہی ہیں۔ اور بچے ان کو فتح کر رہے ہیں۔ اور اسی طرح ایسے کھلونے ان کے لئے بنا دئے گئے ہیں، ایسی کھیلیں ایجاد کر دی گئی ہیں، جن کے ذریعہ بچے منٹوں کے اندر آسمان سے گلیکسیز کو ختم کرتے اور ستاروں کو زمین پر مار گراتے ہیں۔ ستاروں کی مخلوق کو تباہ کر دیتے ہیں اور اپنی طرف سے گویا اُن کا دماغ بہت بلند کیا جا رہا ہوتا ہے۔ کہ دیکھو ہم کتنے بلند اور طاقتور ہیں چنانچہ ایک امریکن نے ایک رسالہ میں اس کا ذکر کیا ہے میں نے خود پڑھا ہے اس نے لکھا میرا وہ چھوٹا سا بچہ جو بیٹھا ہوا ستاروں کے ستاروں کو تباہ کر رہا ہو بلکہ ستاروں کے جھرمٹ کو کھلیوں کے ذریعہ ہلاک کر رہا ہو اور بڑی بڑی آسمانی مخلوقات پر غلبہ پا رہا ہو اس بچے کو میں کیسے بتاؤں کہ ذرا اپنا ناک تو صاف کرو یعنی ناک سے گندگی بہہ رہی ہو اور کھلیں یہ کھیل رہا ہے کہ وہ ساری دنیا کے بڑے بڑے ستاروں پر غلبہ پا رہا ہے۔

یہ محض جہالت کے قصے ہیں اور رجحانات کو تباہ کرنے والی باتیں ہیں یہ صرف کھلیں ہیں جو چیزیں بیچنے والوں نے ایجاد کی ہیں تاکہ بچے ان میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لیں سوائے مادی مقصد کے ان کا کوئی اور مقصد نہیں ہوتا۔ ان کو کوئی پرواہ نہیں کہ قوم کے بچوں کی تربیت ہو رہی ہے کہ نہیں ہو رہی، ان میں اعلیٰ اخلاق پیدا ہو رہے ہیں کہ نہیں ہو رہے۔ صرف اقتصادی دنیا ہے جس میں دولت کے حصول کے لئے ہر کوشش جائز ہو چکی ہے۔ اسی میں بچوں سے بھی کھیلا جا رہا ہے۔ اسی میں جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا ایسے رسالے نکل رہے ہیں جو دنیا کو زیادہ گندگی کی طرف مائل کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اور بچوں کو بھی آلہ کار بنایا جا رہا ہے۔

احمدی بچے خدا سے تعلق جوڑیں:-

پس ان چیزوں کے مقابل پر احمدی بچوں کو جنگ لڑنے کے لئے تیار ہونا چاہئے۔ اس کے لئے نئے آلات کے ذریعہ ایسی اعلیٰ تصویریں بنائی جائیں اور ایسے اچھے کردار پیش کئے جائیں کہ ان کو دیکھ کر احمدی بچے بھی سنبھلیں ان کو بھی پتہ لگے کہ ہمارا راستہ اور ہے۔ اور غیر بھی دیکھیں تو ان کو بھی محسوس ہو کہ احمدی بچے کے کیا افکار ہیں۔ اس کی کیا بلند پروازیاں ہیں وہ محض تصور میں آسمان کے ستاروں کو سر نہیں کر رہا بلکہ ان ستاروں کے خدا سے تعلق جوڑنے کی سوچ اور فکر کر رہا ہے۔ وہ مخلوق کو فتح کرنے کے ہوائی منصوبے نہیں بنا رہا بلکہ خالق کی نظر میں محبوب اور مقرب بننے کی کوششیں کر رہا ہے۔ احمدی بچے کا یہ کتنا بلند تر مقام ہے دنیا کے اس بچے کے مقابل پر جس نے محض مادی تسخیر ہی کو اپنی زندگی کا مدعا بنا لیا ہے۔

نظم خوانی کے پروگرام بنائے جائیں:-

صرف یہی نہیں بلکہ احمدی بچوں کو مغربی تہذیب کی اچھی باتوں، دلچسپ چیزوں اور سائنسی علوم سے آشنا کرنے کے لئے کوئی مناسب اور دلچسپ انتظام بھی ہمیں بہرحال کرنا چاہئے۔ مثلاً ایسی ویڈیو ریکارڈنگ اور ایسی تصویریں جن میں سائینس کی ترقیات، زندگی کے واقعات، اور جانوروں کے حالات اور اس قسم کی دوسری چیزیں دکھائی جائیں جن کو دیکھ کر بچے لطف بھی اٹھاتے ہیں اور ان کا علم بھی بڑھتا ہے اس قسم کی چیزوں کو رواج دینا چاہئے۔ ٹیلیویژن کے بے ہودہ کھیلوں اور گانوں کی بجائے ایسی ویڈیو ریکارڈنگ تیار ہونی چاہئے جس میں بچے نہایت ہی سریلی آواز سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا کلام سنا رہا ہو یا نظمیں پڑھ رہا ہو اسی طرح تلاوت بھی بچوں کی نہایت ہی سریلی آواز میں سنائی جائے اور سکھائی جائے۔ اس قسم کے بہت سے پروگراموں کی ہمارے پاس گنجائش موجود ہے۔ باہر سے بھی مطالبے ہو رہے ہیں چنانچہ میں جن ملکوں میں

بھی گیا ہوں وہاں کی ہر جماعت کی طرف سے یہ مطالبہ بڑی شدت کے ساتھ کیا جاتا رہا ہے کہ بچوں کو گندے ماحول سے بچانے کا انتظام کیا جائے وہ کہتے ہیں ہم اپنے بچوں کو ایسے سکولوں میں بھیجنے پر مجبور ہیں جہاں وہ مغربی تہذیب کی برائیوں سے متاثر ہوتے ہیں ایسے اثرات کو مٹانے کے لئے جماعت ہماری مدد کرے۔ ورنہ اگر ان باتوں میں زیادہ دیر گزر گئی تو ہو سکتا ہے۔ ہمارے بچے ہاتھ سے نکل جائیں یا ان کے رجحانات بدل جائیں۔ لیکن میں نے دیکھا ہے کہ احمدی بچوں میں ابھی سعادت اور نیکی کا مادہ موجود ہے۔ اس عمر میں ان کو سنبھالا جائے تو جلدی سنبھل سکتے ہیں۔ چنانچہ جہاں کہیں مجھے جانے کا موقع ملا میں نے دیکھا کہ جب ہم شروع میں جاتے تھے۔ تو اس ماحول کے میں پیدا ہوئے بچوں کی آنکھوں میں عجیب اجنبیت پائی جاتی تھی۔ بچوں کی طرز زندگی، ان کا اٹھنا بیٹھنا ہم سے بالکل مختلف ہوتا تھا وہ سمجھتے تھے پتہ نہیں کس دنیا کے لوگ یہاں آ گئے ہیں۔ اور ہم سے کیا باتیں کریں گے۔ جب ان کے والدین کبھی پیار سے سمجھا کر اور کبھی تھوڑا سا ڈانٹ کر مجالس میں لیکر آتے تھے۔ اور بٹھاتے تھے اور ان کو باتیں سناتے تھے پھر ان کو کہتے تھے کہ تم اپنے سوال بھی کرو چنانچہ بعض بچے اپنے چھوٹے چھوٹے مسائل کے متعلق سوال بھی کرتے رہتے تو بلا استثناء ہم نے یہ دیکھا کہ تھوڑے عرصہ کے اندر اندر ہی ان بچوں کی کیفیات بدل گئیں ان کے اندر غیر معمولی محبت اور پیار کا جذبہ پیدا ہو گیا احمدیت کے ساتھ ایک گہرا تعلق قائم ہو گیا اور خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ان کی نگاہوں کا اجنبی پن بالکل مٹ گیا یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ اب باہر کی چیزیں نہیں رہے بلکہ اندر کی چیزیں بن گئے ہیں۔ وہ جماعت کے وجود کا ایک حصہ بنتے نظر آ رہے تھے

احمدی بچوں نے ساری دنیا کے بوجھ اٹھانے ہیں:-

پس ان کا یہ مطالبہ تو درست ہے کہ ان کے بچوں کی تربیت کے لئے جماعت ان کی مدد کرے لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ مرکز کی طرف سے ایسے دورے ہوں کہ گویا ساری دنیا میں مرکز کا کوئی نہ کوئی آدمی ہر وقت موجود رہے۔ مربیان ہیں ان کی تعداد بھی تھوڑی ہے اور وہ ہر جگہ ہر ملک میں نہ تو موجود ہیں جہاں موجود بھی ہیں وہاں احمدیوں کی تعداد خدا کے فضل سے اتنی زیادہ ہے کہ سب بچوں کی تربیت کر ہی نہیں سکتے اس لئے صرف لٹریچر کے ذریعہ اس طرف توجہ کرنی چاہئے بلکہ نئے آلات کے ذریعہ ہمیں تربیت کے پروگرام بنانے پڑیں گے۔ اور میں بچوں سے یہ کہتا ہوں کہ اب آپ نے بڑے ہو کر ساری دنیا کے بوجھ اٹھانے ہیں اس لئے ابھی سے اپنی فکر کریں اس عمر میں اگر آپ کی صحیح تربیت ہو جائے تو پھر ہمیشہ کے لئے آپ کو ضمانت مل جائے گی۔ آج جو اچھی عادتیں آپ اپنے اندر پیدا کر لیں گے۔ وہ آپ کو ساری زندگی میں کام دیں گی۔ آج کا بچہ کل کا احمدی نوجوان بن رہا ہوگا۔ پرسوں کا احمدی بوڑھا بن رہا ہوگا اس لئے آج ہی اپنے اخلاق کی طرف توجہ کریں، اپنی عادات کی طرف توجہ کریں، اپنے حالات کی طرف توجہ کریں اور ان کو درست کرنے کی کوشش کریں۔

سچ بولیں اور جھوٹ سے نفرت کریں:-

بچو! آپ سے ایک چھوٹا سا مطالبہ کیا جاتا ہے کہ آپ عہد کریں کہ ہمیشہ سچ بولیں گے اور گندی زبان استعمال نہیں کریں گے لیکن دیکھنے والی بات یہ ہے کہ کتنے احمدی بچے ہیں جو اس عہد کو خاص طور پر پورا کر رہے ہیں (اس موقع پر بہت سے اطفال نے ہاتھ اٹھائے تو حضور نے فرمایا) ہاں ٹھیک ہے میں نے ابھی ہاتھ اٹھانے کے لئے نہیں کہا تھا۔ خدا کرے یہ سارے بچے اپنے عہد کو پورا کر رہے ہوں لیکن بعض دفعہ کوئی احمدی گالی دیتا ہے تو اس کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ میں گالی دے رہا ہوں اس لئے اپنی طرف سے آپ نے سچائی سے بھی ہاتھ کھڑے کئے ہوں۔ لیکن ابھی تک یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ یہ سارے بچے وہ ہیں جو بالکل گالی نہیں دیتے۔ جن کو گالی کی عادت پڑھ گئی ہو ان کو احساس نہیں ہوتا کہ وہ گالی دے رہے ہیں۔ قادیان میں ایک بزرگ ہوتے تھے جن کو لوگ ماٹا صاحب کہتے تھے ماٹا مرحوم کے متعلق قصہ یہ مشہور ہے کہ ویسے تو وہ بڑے نیک آدمی تھے لیکن پیدائشی احمدی نہیں تھے۔ ان کو بچپن سے گندی گالیاں دینے کی عادت پڑی ہوئی تھی حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے پاس کسی نے شکایت کی کہ حضور! آپ ان کو سمجھائیں آپ اس سے بڑا پیار کرتے ہیں۔ گو یہ اچھے نوجوان ہیں۔ (اس زمانہ میں تو نوجوان ہی تھے) لیکن گندی گالیوں کی عادت ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ نے ان کو بلایا اور بڑے پیار سے سمجھایا کہ دیکھیں کہ آپ بڑے اچھے آدمی ہیں، نیک ہیں، نمازی ہیں لیکن یہ جو آپ لوگوں کو گندی گالیاں دیتے ہیں یہ ٹھیک نہیں یہ بات آپ کو سجتی نہیں۔ اس پر وہ نہایت گندی گالی دے کر کہنے لگے کہ کس جھوٹے نے حضور کو بتایا ہے میں تو گالی دیتا ہی نہیں۔ غرض بعض دفعہ پتہ بھی نہیں لگتا اس لئے یہ نظام سلسلہ کا کام ہے کہ وہ بچوں پر نظر رکھے اور ان کو بتائے کہ تمہارے اندر یہ برائیاں موجود ہیں۔ تم ان کو دور کرنے کی طرف توجہ دو اور اپنی اصلاح کی فکر کرو

انسان کو باکردار بنانے والی صفت:-

بچو! یاد رکھو سچ ایک ایسی چیز ہے جو انسان کے کردار کو بناتی ہے مگر اب سچ غائب ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اب تو بڑوں کی سوسائٹی میں بھی یہ ایک ایسا جانور بن گیا ہے جس کو شائد کہیں کہیں آپ دیکھیں ورنہ عام طور پر یہ کہیں نظر ہی نہیں آتا اور بیچارے انسان کا عجیب حال ہے کہ دنیا کے جو عام جانور ہیں جب وہ کم ہونے شروع ہو جائیں تو اس کو ان کی فکر پڑ جاتی ہے اور کہتا ہے کہ ان کو بچانے کا انتظام کرو۔ چنانچہ آسٹریلیا میں ابھی لاکھوں کی تعداد میں کنگرو ہیں لیکن ان کو فکر پڑی ہوئی ہے کہ یہ جانور نظروں سے غائب نہ ہو جائیں۔ یہ کم ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اس کی حفاظت کا انتظام کیا جائے۔ اسی طرح طوطوں کی حفاظت کا انتظام ہو رہا ہے، چیلوں کی حفاظت کا انتظام ہو رہا ہے، گدھوں کی حفاظت کا انتظام ہو رہا ہے۔ کو آلہ (KUALA) ایک جانور ہے اس کی حفاظت کا انتظام ہو رہا ہے۔ غرض ان قوموں کو تو یہ فکر ہے کہ جانور بھی نظروں سے غائب نہ ہو جائیں لیکن یہاں سچ غائب ہو رہا ہے۔ اور کسی کو اس کی کوئی فکر نہیں بلکہ کہتے ہیں یہ جانور غائب ہو ہی جائے تو اچھا ہے جہاں بھی ظاہر ہوتا ہے مصیبت ہی ڈالتا ہے۔ مگر اے بچو! آپ نے اس کی حفاظت کرنی ہے۔ آپ احمدی بچے ہیں آپ نے اس میدان کو جیتنا ہے۔ اگر آپ نے سچ کی حفاظت نہ کی تو پھر آئندہ کبھی کوئی اس کی حفاظت کرنے والا نظر نہیں آئے گا۔ یہ سچ کی عادت ہے جو انسان کے کام آیا کرتی ہے۔ اگر آج آپ کو خدانخواستہ جھوٹ کی عادت پڑ گئی۔ تو پھر بڑے ہو کر آپ کو کوئی سچا نہیں بنا سکے گا اور اگر بنا سکے تو اس پر بہت محنت کرنی پڑے گی۔ جھوٹ ایک ایسی گندی عادت ہے کہ وہ انسان کے اندر آہستہ آہستہ راسخ ہو جاتی ہے۔ اور پھر جھوٹے کو بعض دفعہ پتہ بھی نہیں لگتا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ وہ جھوٹ بولتا چلا جاتا ہے کہانیاں بنائی جاتا ہے یہ اس کی عادت بن جاتی ہے چنانچہ ہمارے جھنگ کے ماحول میں ایسے لوگ بڑی کثرت سے ملتے ہیں جن کو جھوٹ بولنے کی عادت ہے اس ضلع میں بہت زیادہ کثرت کے ساتھ جھوٹ بولا جاتا ہے۔ جو لوگ جھوٹی باتیں کر رہے ہوتے ہیں اور نظر آ رہا ہوتا ہے کہ جھوٹ بول رہے ہیں لیکن ان کو پتہ ہی نہیں لگ رہا ہوتا وہ بیٹھے بیٹھے جھوٹی کہانیاں بنائی جاتے ہیں۔

ترقی کا راز:-

پس اگر خدانخواستہ احمدی بچوں نے بھی جھوٹ بولنا شروع کر دیا تو پھر اس قوم کو سنبھالے گا کون؟ پھر تو یہ قوم ہمارے ہاتھ سے نکل گئی کیونکہ یہ سچائی ہی ہے جو انسانی زندگی کے کام آتی ہے۔ سچائی سے ہی دنیا بنتی ہے۔ اور سچائی سے ہی دین بنتا ہے۔ سچائی سے ہی مادّی ترقیات نصیب ہوتی ہیں۔ اور سچائی ہی کے ساتھ روحانی ترقیات نصیب ہوتی ہیں۔ جھوٹ کے تو نہ یہاں قدم ٹکتے ہیں نہ وہاں قدم ٹکتے ہیں۔ اس لئے اے بچو! آپ کی دنیاوی ترقی کا راز بھی اس بات میں مضمر ہے کہ آپ سچے ہو جائیں اور آپ کی دینی ترقی کا راز بھی اس بات میں ہے کہ آپ سچے احمدی بن جائیں۔ اور سچ کو مضبوطی کے ساتھ اختیار کریں اور جھوٹی بات کو سننا بھی برداشت نہ کریں۔ اگر کوئی بچہ مذاق میں بھی جھوٹ بولتا ہے تو اس کے جھوٹ پر بھی آپ بالکل نہ ہنسیں بلکہ حیرت سے دیکھیں اور اسے کہیں کہ یہ تم کیا بات کر رہے ہو۔ یہ تو مذاق کا قصہ نہیں ہے۔ مذاق کرنا ہے تو سچے مذاق کرو ایک دوسرے کو لطیفے سناؤ۔ اور اس قسم کی باتیں کرو جن سے حاضر جوابی کا مظاہرہ ہوتا ہو۔ جھوٹ بولنے سے مذاق کا کیا تعلق۔ یہ تو گندگی ہے جہاں بھی جھوٹ دیکھیں وہاں اس کو دبائیں اور اس کی حوصلہ شکنی کریں۔ بلکہ اگر آپ کے ماں باپ میں یہ عادت ہے۔ تو ان کو بھی ادب سے کہیں کہ ابا امی آپ نے تو ہمیں سچائی سکھانی تھی یہ آپ کیا کر رہے ہیں یا کیا کہہ رہے ہیں؟ احمدی والدین ہو کر جھوٹ بول رہے ہیں، یہ بات آپ کو سجتی نہیں۔ پس اگر سارے بچے سچ بولنے کی عادت ڈالیں گے تو وہ دیکھیں گے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتنی نعمتیں اور کتنے فضل نصیب ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان لوگوں کو ہی ملتا ہے جو سچے ہوں اگر آپ سچے بن جائیں گے تو اس بچپن کی عمر میں بھی آپ کو خدا مل جائے گا۔ اگر اس عمر میں جھوٹ بولنے کی عادت پڑ گئی تو بڑے ہو کر نہ خود خدا کے فضل حاصل کر سکو گے نہ دنیا کو خدا کی طرف بلا سکو گے۔ اس لئے میں سب بچوں کو بہت تاکید کرتا ہوں کہ ہمیشہ سچ بولیں اور سچائی کو بڑی مضبوطی کے ساتھ پکڑیں۔

ٹوپی پہننا قومی شعار ہے:-

بچو! اب آخر پر میں آپ سے ایک چھوٹی سی بات یہ کہتا ہوں کہ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے شائد میں نے گزشتہ سال بھی آپ سے یہ کہا تھا کہ مجالس میں ٹوپی پہنا کریں احمدی مجالس میں ٹوپی پہن کر بیٹھنا چاہئے لیکن اس وقت مجھے یہ نظر آ رہا ہے کہ اکثر بچے ننگے سر اس لئے بیٹھے ہیں کہ وہ گھر سے ٹوپی لے کر نہیں چلے معلوم ہوتا ہے کہ ٹوپی پہننے کی عادت اتنی مٹ گئی ہے کہ انہوں نے ٹوپی کو زادراہ میں شامل ہی نہیں کیا۔ اب یہاں پہنچ کر شریف بچے اپنے سر کے گرد چادریں لپیٹ رہے ہیں کوئی قمیض اونچی کر کے ڈھانک رہا ہے کسی نے چادر سر پر رکھ لی ہے۔ کسی نے رومال لپیٹنا شروع کیا ہے۔ کسی نے مفلر باندھنا شروع کیا ہے مگر بعضوں کے پاس کچھ بھی نہیں ہے وہ بے چارے کیا کریں اب وہ قمیص اتار کر سر پر تو نہیں پہن سکتے ان کو تھوڑی بہت شرم اور حیا دکھائی دیتی ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ٹوپی پہننے کا تصور مٹتا جا رہا ہے۔ حالانکہ یہ بہت اہم چیز ہے۔ اور بچوں کا کردار سنوارنے میں اس کا بہت بڑا دخل ہے۔ اس لئے بچے اس کو معمولی چیز نہ سمجھیں۔ اگر سارے بچے ایک ہی قسم کی ٹوپیاں پہن کر یہاں بیٹھے ہوتے تو اندازہ کریں یہ مجلس کتنی خوبصورت لگتی اس وقت میرے سامنے جو بچے بیٹھے ہوئے ہیں وہ ٹوپیاں پہن کر آئے ہیں۔ ان کو دیکھیں ماشاء اللہ کتنے اچھے لگ رہے ہیں۔ ان کے اندر ذمہ داری کا احساس نظر آ رہا ہے۔ یہ بے ٹوپیوں والے کی نسبت زیادہ پیارے لگ رہے ہیں۔ اور زیادہ اچھے دکھائی دے رہے ہیں۔ اس لئے میں ان بچوں سے جو ٹوپی نہیں پہنتے یہ کہتا ہوں کہ وہ دنیا کی تہذیب کو کیوں اپناتے ہیں؟ وہ احمدی بچے ہیں ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ احمدیت نے دنیا کو ایک نئی تہذیب دینی ہے۔ اور اس تہذیب میں یہ بات داخل ہے کہ ہم اپنے سر ڈھانک کر رکھیں۔ اس سے ذمہ داری کا بہت بڑا احساس پیدا ہوتا ہے۔

اطفال الاحمدیہ کا امتیازی نشان:-

(باقی صفحہ 11 پر ملاحظہ فرمائیں)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۲۰۱۱

اسلام اور عائلی زندگی

محمد حمید کوثر۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان

وَ قَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ط اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّ لَا تَنْھَرْھُمَا وَ قُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا۔ (بنیٓ اسراءیل:۲۳-۱۷)

رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۔ (الفرقان : ۲۵ ۷۵ -)

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ نَارًا (التحریم : ۸-۲۶)

یاالٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اِک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دنیا میں
جن کا اس نور کے ہوتے بھی دل اعمٰی نکلا

معزز قارئین!

آج کی اِس ترقی یافتہ دنیا میں انسانوں کی اکثریت جب اپنا مکان تعمیر کرنے لگتی ہے تو سب سے پہلے امکانی خطرات سے محفوظ رہنے کا انتظام کرتی ہے اور سوچتی ہے کہ بجلی کے کرنٹ یا گیس کا سلنڈر پھٹنے یا کسی اور وجہ سے آگ لگنے کی صورت میں بچنے کی صورت کیا ہوگی؟ اس ظاہری آگ سے اپنے آپ کو اور اپنے اہل عیال کو بچانے کے لئے وہ سب کچھ کیا جاتا ہے جو لوگوں کے بس میں ہوتا ہے۔

بہت کم انسان ایسے ہوتے ہیں جو اپنے آپ کو اور اپنے اہل عیال کو اُس آگ سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں، جس کا ذکر اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا آیت قرآنی قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ میں کیا ہے، کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

اسلام وہ دین ہے جس نے نہ صرف عائلی زندگی کو دوزخی بننے سے بچنے کے اصول سکھائے بلکہ جنتی بننے کی تعلیمات بھی بیان کردیں۔ حقیقت وہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مذکورہ بالا اشعار میں بیان فرمائی ہے کہ '' جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا ''

اسلام جس عائلی زندگی کو اختیار کرنے کی نصیحت کرتا ہے، اُس میں سرفہرست والدین کی خدمت اور ان سے حسن سلوک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے : وَ قَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ط (بنی اسرائیل ۲۴-۱۷) اور تیرے رب نے فیصلہ صادر کردیا ہے کہ تم اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو۔

حضرت ابوہریرۃ ؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور تین بار سوال کیا کہ: میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپؐ نے ہر بار فرمایا: تیری ماں۔ اُس نے چوتھی بار پوچھا پھر کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ماں کے بعد تیرا باپ تیرے حسن سلوک کا زیادہ مستحق ہے۔ (متفق علیہ)

ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مٹی میں ملے اس کی ناک، مٹی ملے اُسکی ناک، یعنی ایسا شخص بدقسمت ہے۔ لوگوں نے عرض کیا، حضور! کون سا شخص؟ آپ نے فرمایا: وہ شخص جس نے اپنے بوڑھے ماں باپ کو پایا اور پھر ان کی خدمت کرکے جنت میں داخل نہ ہوسکا۔ حضورؐ کا یہ بھی فرمان ہے رِضَا الرَّبِّ فِیْ رِضَا الْوَالِدِ وَ سَخَطُ الرَّبِّ فِی سَخَطِ الْوَالِدِ (ترمذی ابواب البر والصلہ) اللہ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : '' جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں، ان کی بات کو نہیں مانتا اور ان کی تعہد خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے''

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۹)

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ خدمتِ والدین کے تعلق سے فرماتے ہیں: وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا کا حکم دے کر والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا۔ کیونکہ والدین کا احسان خدا تعالیٰ کے احسان کا ظل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان حقیقی ہوتا ہے اور باقی سب احسان ظلی ہوتے ہیں۔ اور چونکہ والدین بھی اپنی اولاد کے لئے خدا تعالیٰ کی صفات کے ایک رنگ میں مظہر ہوتے ہیں۔ اس لئے توحید کے ذکر کے بعد والدین کے ساتھ حسن سلوک کا ذکر فرمادیا۔ (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۶)

عصر حاضر کے انسانوں کی اکثریت یہ سمجھتی ہے کہ وہ علم اور روشن خیالی کے عروج پر پہنچ گئے ہیں۔ اُن کے نزدیک والدین کی خدمت کی کوئی اہمیت نہیں رہتی یہی وجہ ہے کہ آج جگہ جگہ ورد ھ آشرم۔ اولڈ ایج شلٹر (Old age shelter) کھل گئے ہیں۔ جہاں لاوارث بوڑھے والدین اپنی زندگی کے آخری ایام گزرتے ہیں۔ وہ دن رات اپنی اولاد کو دیکھنے کے لئے ترستے رہتے ہیں۔ لیکن بہت سے ایسے بدقسمت ہیں جنہیں اپنے والدین سے ملاقات کا وقت نہیں ملتا۔ ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ آج جو سلوک وہ اپنے والدین سے کررہے ہیں کل اُن کی اولاد بھی اُن سے ویسا ہی سلوک کرے گی۔ ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نے اپنے بوڑھے والد سے چھٹکارا پانے کے لئے اُسے دریا کے کنارے پھینکنے کا فیصلہ کیا۔ جب وہ باپ کو لے جارہا تھا۔ تو اُس کے باپ نے کہا مجھے ذرا آگے پھینک کیونکہ اُسی جگہ میں نے اپنے باپ کو پھینکا تھا۔ یہ واقعہ اُن لوگوں کے لئے باعثِ عبرت ہے جو آج اپنے والدین سے حسن سلوک نہیں کرتے۔ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ کچھ بعید نہیں مستقبل میں اُن کی اولاد بھی اُن کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرے جو آج وہ اپنے والدین کے ساتھ کررہی ہے۔ اسلامی عائلی زندگی میں خدمتِ والدین کو اوّلیت حاصل ہے۔ اسلام ہر مسلمان مرد وعورت کو اپنے والدین کی خدمت کرنے اور اُن کے لئے دعا کرنے کا حکم دیتا ہے۔

اسلامی عائلی زندگی میں جیون ساتھی کا انتخاب ایک اہم مرحلہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک نوجوان کو ازدواجی زندگی کی بناء تقوی پر رکھنے کا حکم دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو آیاتِ قرآنیہ اعلان نکاح کے موقعہ پر پڑھی جاتی ہیں۔ اُن میں بار بار واتقوا اللہ کا ذکر ہے۔ نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے '' جیون ساتھی '' منتخب کرنے کے لئے نوجوانوں کو نصیحت کی کہ: کسی عورت سے نکاح کرنے کی چار ہی بنیادیں ہوسکتی ہیں۔ یا تو اس کا مال، یا اُس کا خاندان، یا اُس کا حسن یا اُس کی دین داری۔ لیکن تو دین دار عورت کو ترجیح دے، اللہ تیرا بھلا کرے اور تجھے دین دار عورت حاصل ہو۔

(بخاری -کتاب النکاح)

صحابہ کرام اور صحابیات نے زندگی کے ہر میدان میں، بعد میں آنے والے مسلمانوں کے لئے قابل تقلید مثالیں قائم کیں۔ جیون ساتھی کے انتخاب میں بھی انہوں نے سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو ہر دوسری بات پر مقدم رکھا۔ تاریخ اسلام میں ایک واقعہ آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نوجوان صحابی حضرت سعد الاسود کو اُن کے سیاہ رنگ اور شکل وصورت بہتر نہ ہونے کے وجہ سے کوئی رشتہ دینے کے لئے رضامند نہ ہوتا تھا۔ عمرو بن وھب قبیلہ بنو ثقیف کے ایک نو مسلم تھے، حضورؐ نے حضرت سعد سے فرمایا کہ اُن کے دروازے پر جاکر دستک دو۔ اور بعد سلام کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری لڑکی کا رشتہ میرے ساتھ تجویز فرمایا ہے۔ حضرت سعد ان کے مکان پر پہنچے۔ اور جس طرح حضورؐ نے فرمایا تھا، اُسی طرح کہہ دیا۔ عمرو بن وھب نے یہ بات سنی اور اس تجویز کو ماننے سے انکار کردیا۔ والد کے اس جواب کے بعد لڑکی کی دینداری اور اطاعت رسول کا حال ملاحظہ فرمائیے۔ لڑکی یہ ساری بات چیت گھر کے اندر سن رہی تھی۔ وہ گھر سے باہر آئی اور واپس جاتے سعد کو آواز دے کر بلایا۔ اور کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ آپ کا رشتہ تجویز کیا ہے۔ تو پھر اس میں انکار کی گنجائش نہیں۔ میں اس رشتے کو خوشی سے قبول کرتی ہوں جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے تجویز فرمایا ہے۔ ہمارے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں یہ خیال نہ کریں کہ یہ تو اُس زمانے کی بات تھی۔ ایسے نوجوانوں کو سمجھنا چاہئے کہ حضورؐ کے ارشادات آج بھی موجود ہیں اُن کی روشنی میں جیون ساتھی کا انتخاب کامیاب ازدواجی زندگی کی ضمانت ہے۔

مرد اور عورت کے رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے بعد ان کے ایک دوسرے کے تئیں کون سے حقوق ہیں، اُن کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ (البقرۃ ۱۸۸-۲) وہ (یعنی عورتیں) تمہارا یعنی مردوں کا لباس ہیں۔ اور تم (یعنی مرد) اُن کا (یعنی عورتوں کا) لباس ہو۔ سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

'' مردوں اور عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ ایک دوسرے کے لئے لباس کا کام دیں۔ یعنی

(۱) ایک دوسرے کے عیب چھپائیں۔

(۲) ایک دوسرے کے لئے زینت کا موجب بنیں۔

(۳) پھر جس طرح لباس سردی گرمی کے ضرر سے انسانی جسم کو محفوظ رکھتا ہے، اُسی طرح مرد وعورت سکھ اور دکھ کی گھڑیوں میں ایک دوسرے کے کام آئیں۔ اور پریشانی کے عالم میں ایک دوسرے کے سکون کا باعث بنیں۔ غرض جس طرح لباس جسم کی حفاظت کرتا ہے اُسے سردی اور گرمی کے اثرات سے بچاتا ہے، اُسی طرح انہیں ایک دوسرے کا محافظ ہونا چاہئے ''۔

قارئین! تاریخ گواہ ہے سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور امہات المؤمنین رضی اللہ عنھم عائلی زندگی کے ہر مرحلے میں رہتی دنیا تک بنی نوع انسان کے لئے اسوۂ حسنہ تھے اور قیامت تک رہیں گے۔ امہات المومنین سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سخت ترین گھڑیوں میں۔ سکون اور دلجمعی کا باعث بنتی رہیں۔ چنانچہ جب آپ پر غار حرا میں قرآن مجید کا نزول ہوا۔ اور سورۃ القلم کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں تو (یَرْجُفُ فُؤَادُہٗ، فَدَخَلَ عَلٰی خَدِیْجَۃَ رضی اللہ عنھا)، آپ کا دل لرز رہا تھا۔ آپ ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنھا کے پاس آئے اور کہا مجھے کمبل اوڑھا دو۔ چنانچہ آپ کی گھبراہٹ جاتی رہی تو آپ نے سارا واقعہ سنایا، اُسی وقت ایک بیوی کی حیثیت سے آپ نے حضورؐ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ضائع نہیں ہونے دے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ کمزوروں کو اٹھاتے ہیں۔ جو خوبیاں معدوم ہوچکی ہیں ان کو قائم کرتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں۔

اسی طرح ایک اور موقعہ پر ام المومنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنھا نے اپنے شوہر سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایسا اعلیٰ مشورہ پیش کیا جس سے

آپؐ کی فکر وتشویش دور ہوئی۔

تاریخ اسلام میں ذکر ہے کہ ذوقعدہ ۶ ہجری مطابق مارچ 628ء میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے عمرہ و حج کی نیت سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔اڑھائی سو میل کا سفر کئی روز میں پیدل اور اونٹوں پر طے کیا۔ جب مکہ سے صرف نو میل کا فاصلہ رہ گیا تو مکہ کے مخالفین اسلام نے حدیبیہ کے مقام سے آگے مکہ کی طرف جانے سے روک دیا۔اور اس قسم کے حالات پیدا کردیئے کہ آپ مکہ میں داخل ہو کر حج و عمرہ کے مناسک ادا نہ کر سکے۔اور وہاں ایک معاہدہ طے پایا جو کہ ’’ صلح حدیبیہ‘‘ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ معاہدہ صحابہ کرام کی امیدوں اور منشاء کے برعکس تھا۔جس کی وجہ سے وہ ذہنی طور پر بہت پریشان اور کشمکش کی حالت میں تھے کہ ہم کس نیت و غرض سے آئے تھے اور یہ کیا ہوگا۔ جب سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے کہا کہ اب یہاں ہی قربانی کے جانور ذبح کردو اور واپس چلو۔تو صحابہ نے اِس حکم کی فوراً اطاعت نہ کی جیسی وہ ہر موقعہ پر کیا کرتے تھے۔ حضورؐ کو صحابہ کے اس ردّعمل سے صدمہ ہوا۔آپ اسی فکر وتشویش کی حالت میں اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے۔اُس وقت آپ کی زوجہ مطہرہ ام سلمۃؓ ام المومنین نے بیوی ہونے کے ناطے آپ کو تسلی دی، اور مومنوں کی ماں ہونے کے ناطے اُن کی بھی نمائندگی فرمائی۔اور کہا: یارسول اللہ آپ رنج نہ فرمائیں۔آپ کے صحابہ خدا کے فضل سے نافرمان نہیں ہیں۔مگر اس صلح کی شرائط نے انہیں غم سے دیوانہ بنا رکھا ہے۔پس میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ انہیں کچھ نہ کہیں بلکہ خاموشی سے اپنی قربانی کے جانور ذبح کردیں۔چنانچہ آپ نے اپنی بیوی کے مشورہ پر عمل فرمایا۔ جب صحابہ نے یہ دیکھا یکدفعہ اٹھے سب نے قربانی کے جانور ذبح کرنے شروع کردئے۔اور وہ اپنی غلطی پر ندامت کی وجہ سے روتے جاتے تھے۔حضرت ام سلمۃؓ کا یہ کردار ایک بیوی کی حیثیت سے،اور ایک ماں ہونے کی حیثیت سے بھی ایک عظیم کردار ہے۔عصر حاضر میں بھی عائلی زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے ہر خاتون کو گھریلو معاملات میں بھی بیوی کا فرض بھی ادا کرنا ہوگا اور ماں کا فرض بھی۔اور یہ تب ہی ممکن ہے جب کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا کرتے ہوئے حکمت سے کام لیا جائے۔

قارئین ! ازدواجی زندگی کے بعد اولاد اور اُس کی تربیت کی ذمہ داری شروع ہوتی ہے۔والدین کو اپنی زندگی میں ہی اولاد کی ایسی تربیت کرنی چاہیئے کہ وہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک نیز متقین کے امام بنیں ۔نیز دنیا میں جو میدان عمل وہ اپنے لئے اختیار کریں، اُس میں وہ نچلی سطح پر ہی نہ رہیں بلکہ سیادت وقیادت کے مقام تک پہنچیں۔

قارئین ! جیسا کہ آپ نے سماعت فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے استفسار پر تین بار فرمایا کہ انسان کے حسن سلوک کی سب سے زیادہ مستحق اُس کی ماں ہوتی ہے۔نیز فرمایا : اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّھَاتِ کہ جنت ماؤں کے قدموں تلے ہوتی ہے۔سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ کا یہ فرمان جہاں ماؤں کی قدر و منزلت کو بلند مقام تک پہنچا دیتا ہے۔وہاں ماؤں کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلا رہا ہے۔ اولاد کو ماں سے حسن سلوک کے قابل بنانے کا انحصار بھی بڑی حد تک ماں کی تربیت پر ہی ہے۔اس ضمن میں سیدنا المصلح الموعودؓ نے عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

اصل ذمہ داری عورتوں پر بچوں کی تعلیم وتربیت کی ہے اور یہ ذمہ واری جہاد کی ذمہ واری سے کچھ کم نہیں،اگر بچوں کی تربیت اچھی ہو تو قوم کی بنیاد مضبوط ہوتی ہے اور قوم ترقی کرتی ہے.....اگر مخلص مرد چاہیں کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت کریں تو ان میں ایسا کرنے کی طاقت نہ ہوگی کیونکہ بچوں کی تربیت کرنے کی طاقت اور ملکہ عورت میں ہی ہے۔(حضرت مصلح موعودؓ عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں)اگر تمہارے ہی بچے تمہاری تربیت کے نتیجہ میں کسی دن نیک ہوں گے تو وہ تمہارے لئے اور تمہاری روحوں کے لئے دعائیں کریں گے ورنہ وہ تم پر لعنت کے سوا اور کیا بھیجیں گے۔ایسی کئی مثالیں ہیں کہ مائیں اپنے بچوں کو چوری اور ڈاکے اور جھوٹ کی عادتیں ڈالتی ہیں۔مثلا ایک بچہ کو چوری کی عادت تھی۔وہ باہر سے یا سکول سے چیزیں چُرا چُرا کر گھر لاتا اور ماں اس سے وہ چیزیں لے لیتی۔ایسی ہی باتوں کے نتیجہ میں وہ پکّا چور اور قاتل بن گیا۔اُسے پھانسی کی سزا ملی۔جیسا کہ قاعدہ ہے اس لڑکے سے بھی پھانسی دینے جانے سے قبل پوچھا گیا کہ تمہاری آخری خواہش کیا ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے میری ماں سے ملا دو۔جب اس کی ماں آئی تو اس نے اس کے کان میں بات کہنے کے بہانے پر اس کے کان کو دانتوں سے کاٹ ڈالا۔لڑکے نے اس فعل کی وجہ دریافت کئے جانے پر بتلایا کہ یہ میری ماں نہ ہوتی تو آج میں پھانسی نہ چڑھتا۔اس نے مجھے انسان سے شیطان بنایا۔ (انوار العلوم جلد:۱۵،صفحہ:۲۱۸-۲۱۷)

قارئین ! یہ تو تصویر کا ایک رخ تھا۔دوسرا رخ یہ بھی ہے کہ تاریخ اسلام میں ایسے واقعات بھی ملتے ہیں،جن سے علم ہوتا ہے کہ ایسی مائیں بھی تھیں جنہوں نے اپنی اولاد کی اعلیٰ تربیت کی ، بڑے ہو کر وہی اولاد اتقیاء و صالحین کی صف اوّل میں شامل ہوئی۔ اور بہتوں کے لئے ہدایت کا موجب بنی۔مثال کے طور پر ایک دفعہ حضرت شیخ عبد القادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ ایک سفر پر روانہ ہونے لگے تو اُن کی ماں نے اُن کی جیب میں چالیس اشرفیاں رکھ کر جیب سی دی۔تا کہ یہ بوقت ضرورت کام آئیں۔اور یہ نصیحت کی کہ بیٹا کبھی جھوٹ نہ بولنا،اس سے بڑی برکت ہوگی‘‘ ماں کی نصیحت اور دعاؤں کے ساتھ آپ روانہ ہوئے۔راستے میں چوروں اور ڈاکوں نے آپ کو پکڑ لیا۔ایک چور نے پوچھا تیرے پاس کوئی مال ہے؟ شیخ صاحب کو اپنی والدہ کی نصیحت یاد تھی اس لئے فوراً جواب دیا، چالس اشرفیاں ہیں جو میری ماں نے جیب میں رکھ کر سی دی ہیں۔ چوروں نے سمجھا یہ مذاق کر رہا ہے۔وہ اُسے اپنے لیڈر کے پاس لے گئے۔اُس نے جیب پھاڑی تو چالس اشرفیاں نکلیں لیڈر نے پوچھا آپ نے ہمیں اشرفیوں کے بارے میں کیوں بتایا؟ تو شیخ صاحب نے جواب دیا، میری ماں نے نصیحت کی تھی کہ بیٹا جھوٹ نہیں بولنا۔میں نے اپنی ماں کی نصیحت پر عمل کیا ہے۔ چوروں کا لیڈر یہ سن کر رو پڑا۔اور کہا کہ آہ! کاش میں نے ایک بار بھی اللہ کا حکم مانا ہوتا۔اُس نے چوروں کو مخاطب ہو کر کہا میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں آئندہ کبھی چوری نہ کروں گا۔اُس کے کہنے کے ساتھ ہی باقی چوروں نے بھی توبہ کرلی۔

شیخ عبد القادر صاحب جیلانی نے اتنے خطرناک موقعہ پر بھی ’’سچ‘‘ کو نہیں چھوڑا۔ایک مسلم ماں کی آغوش میں تربیت پانے والے نوجوان نے حق و راستی کا وہ طریق اختیار کیا جو ہمیشہ کے لئے ماؤں اور اولاد کے لئے ایک نمونہ بن گیا۔

اسلامی عائلی زندگی میں والدہ کے فرائض میں سے ایک اہم فرض یہ ہے کہ وہ اپنی اولاد کو اسلام واحمدیت کی سر بلندی کے لئے ہر قربانی پیش کرنے کے لئے تیار کریں۔ایسی قربانیاں جو آنے والوں کے لئے ایک نمونہ ومثال بن جائیں۔ اس طرح کی قربانیوں کی بہت سی مثالیں تاریخ احمدیت کے صفحات پر درج ہیں۔اُن میں سے ایک یہ ہے کہ: 1947ء میں سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کی تحریک پر ایک احمدی ماں نے اپنا نوجوان بیٹا غلام محمد ولد غلام قادر مرکز احمدیت کی حفاظت کے لئے قادیان بھجوایا۔اور اُسے نصیحت کی دیکھنا بیٹا پیٹھ نہ دیکھانا۔تقسیم ملک کے وقت قادیان کے حالات انتہائی مخدوش ہوگئے تھے۔انہی حالات میں مسجد اقصیٰ قادیان کے مغرب کی طرف واقع ایک مکان میں چالس عورتیں محصور تھیں۔اُن کی حفاظت کے پیش نظر انہیں کسی طرح مسجد اقصیٰ میں لانا ضروری تھا۔چنانچہ لکڑی کے تختے گلی کے مشرقی اور مغربی مکان کی دیوار پر رکھے گئے۔یہی احمدی نوجوان غلام محمد اور ان کے ایک ساتھی ایک ایک عورت کو دشمنوں کی نظروں سے بچاتے ہوئے تختے پر رکھتے اور پھر مسجد کی طرف منتقل کرتے۔شر پسند عناصر کی طرف سے ان پر گولیوں کی بوچھاڑ جاری تھی۔ جب انتالیس عورتیں لے آئے تو پتہ چلا ایک بڑھیا وہاں ہی رہ گئی ہے۔اُن کی غیرت نے برداشت نہ کیا کہ ایک بھی عورت دشمنوں کے نرغے میں رہ جائے۔ جب غلام محمد نے اُس عورت کو لانے کے لئے چھلانگ لگائی تو ایک گولی اس کے پیٹ میں لگی۔وہ مکان کے اندر گر پڑے،زخم اتنے شدید تھے کہ وہ چند گھنٹوں بہت قوت ہوگئے۔آخری سانس لینے سے پہلے انہوں نے ایک دوست کو بلا کر یہ لکھوایا:’’ مجھے اسلام اور احمدیت پر پکا یقین ہے۔میں اپنے ایمان پر قائم جان دیتا ہوں ۔میں اپنے گھر سے اسی لئے نکلا تھا کہ میں اسلام کے لئے جان دوں گا۔آپ لوگ گواہ رہیں کہ میں نے اپنا وعدہ پورا کردیا۔اور جس مقصد کے لئے جان دینے کے لئے آیا تھا۔ میں نے اس مقصد کے لئے جان دے دی جب میں گھر سے چلا تھا تو میری ماں نے نصیحت کی تھی کہ بیٹا دیکھنا پیٹھ نہ دیکھانا۔میری ماں سے کہہ دینا کہ تمہارے بیٹے نے تمہاری وصیت پوری کردی اور پیٹھ نہیں دکھائی اور لڑتے ہوئے مارا گیا‘‘۔

(تاریخ احمدیت ۱۹۰-۱۱)

سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ نے غلام محمد صاحب کی شہادت پر فرمایا:’’ انہوں نے اپنی قوم کی عزت کو چار چاند لگادئے.........وہ اپنے دین کی حفاظت اور اسلام کا جھنڈا اونچا رکھنے کے لئے مرے.......خدا کی رحمتیں ان پر نازل ہوں....اور ان کا نیک نمونہ مسلمانوں کے خون کو گرماتا رہے......‘‘

(تاریخ احمدیت جلد:۱۱،صفحہ:۱۹۰)

قارئین !یہی وہ مائیں ہیں جن کے بارے میں سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ’’ اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّھَاتِ ‘‘ کہ جنت ماؤں کے قدموں تلے ہوتی ہے۔

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحبؓ یکم جنوری 1974ء کو قادیان تشریف لائے،اُس وقت کسی سائل نے سوال کیا کہ چوہدری صاحب آپ کی لمبی عمر اور کامیاب زندگی کا کیا راز ہے؟ چوہدری صاحب نے جواب دیا میری ماں کی پُر درد دعائیں۔ میں نے جب بھی اپنی ماں کو ’’بے بے‘‘ کہہ کر پکارا۔میری ماں درد بھری آواز میں دعا و جواب دیتیں’’ جیو پتر‘‘(یعنی اے میرے بیٹے تو لمبی اور کامیاب عمر جیئے) بس میری لمبی عمر اور کامیاب زندگی پانے کا ایک اہم راز یہی ہے۔پس اسلامی عائلی زندگی میں گھریلو ماحول ایسا ہی دعاؤں سے معمور ہونا چاہیئے جیسا حضرت چوہدری صاحب نے بیان فرمایا۔

قارئین !اللہ تعالیٰ نے جب سے یہ دنیا بنائی ہے، عائلی نظام کو چلانے کے لئے لڑکیوں اور لڑکوں کی پیدائش کا کچھ ایسا تناسب رکھا ہے کہ ان کی تعداد کم وبیش برابر ہی رہتی ہے۔مگر بعض قومیں اس نظام کو بگاڑنے کی کوشش کرتی ہیں اور وہ لڑکیوں کی پیدائش کو پسند نہیں کرتی رہیں اور نہ آج کرتی ہیں۔چنانچہ قرآن مجید(سورۃ النحل آیت:۶۰-۵۹) میں ذکر ہے کہ وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُھُمْ بِالْاُنْثٰی ظَلَّ وَجْھُہٗ مُسْوَدًّا وَّ ھُوَ کَظِیْمٌ ۔اور جب اُن میں سے کسی کو لڑکی کی بشارت دی جائے تو اس کا چہرہ غم سے سیاہ پڑ جاتا ہے۔

اسلام سے قبل عربوں میں اور دنیا کی بعض قوموں میں لڑکیوں کو زندہ درگور کردیا جاتا تھا یا کسی بہانے مار دیا جاتا تھا۔ ایک شخص سیدنا محمد مصطفیٰ صلی

بقیہ: اطفال الاحمدیہ سے خطاب از صفحہ ۸

اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا ہم اسلام قبول کرنے سے قبل اپنی لڑکیوں کو ماردیا کرتے تھے۔ میری ایک بیٹی تھی جب میں اُسے بلاتا وہ دوڑتی ہوئی خوشی سے ہنستی میرے پاس آتی۔ ایک دن میں نے اُس کا ہاتھ پکڑا اور کنویں میں پھینک دیا، وہ ابا ابا پکارتی رہی اور میں نے ایک نہ سنی۔ ایک اور شخص قیس بن عاصم نے اعتراف کیا اُسی نے آٹھ لڑکیوں کو زندہ دفن کیا۔ رحمت کونین اس پُر درد واقعہ کو سن کر ضبط نہ کرسکے اور روتے روتے ریش مبارک تر ہوگئی۔ حضرت سیدہ نواب مبارک بیگم صاحبہؓ نے اس کا ذکر کچھ اس طرح فرمایا ہے:۔

”رکھ پیش نظر وہ وقت بہن جب زندہ گاڑی جاتی تھی
گھر کی دیواریں روتی تھیں جب دنیا میں تو آتی تھی“

قارئین! قرآن مجید کی سورۃ التکویر میں جو پیشگوئیاں بیان ہوئی ہیں، اُن میں سے اکثر کا تعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں رونما ہونے والے حادثات ایجادات واقعات سے بھی ہے۔ اسی سورۃ میں ذکر ہے وَاِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ۔ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ (التکویر ۹-۱۸) اور جب زندہ درگور کی جانے والی (اپنے بارہ میں) پوچھی جائے گی (کہ) آخر کس گناہ کی پاداش میں قتل کی گئی۔ سیدنا المصلح الموعودؓ تفسیر کبیر میں تحریر فرماتے ہیں:

”وَاِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ“ کو اگر قیامت پر چسپاں کیا جائے تو سُئِلَتْ کے دونوں معنے ہوسکتے ہیں۔ وائد (یعنی درگور یا ہلاک کرنے والے) سے پوچھا جائے گا...... بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ اسی طرف اشارہ کرتا ہے کہ وائد سے پوچھا جائے گ۔ (تفسیر کبیر، سورۃ التکویر)

قارئین! آج صورتحال یہ ہے کہ پنجاب، ہریانہ، ہماچل پردیش اور دوسرے صوبوں میں بہت سے والدین الٹراساؤنڈ (Ultrasound) یا کسی اور طریق سے یہ معلوم کرتے ہیں کہ حمل میں لڑکا ہے یا لڑکی۔ اگر لڑکی ہو تو اسقاط حمل کروادیا جاتا ہے۔ اس ”بھرون ہتیا“ کا نتیجہ یہ نکلا کہ پنجاب میں ایک ہزار لڑکیوں کے مقابل پر لڑکیوں کی تعداد 876 رہ گئی۔ ہریانہ میں ایک ہزار کے مقابلہ میں 834 لڑکیاں اور جموں کشمیر میں ایک ہزار کے مقابل پر نو صد لڑکیاں رہ گئیں۔

مذکورہ آیت کی روشنی میں ہم تمام بھائیوں اور بہنوں سے درخواست کرتے ہیں کہ ”پرون ہتیا“ سے بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ قرآن مجید میں ذکر ہے کہ ”اسقاط حمل“ کرنے والے سے جواب طلبی ہوگی اُسی سے پوچھا جائے گا۔ سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دو تین لڑکیوں کی تعلیم وتربیت اور اچھی پرورش کرنے والوں کو جنت کی بشارت دی ہے۔ بیٹیاں گھر کی برکت اور لکشمی ہوتی ہیں۔ اس حقیقت سے شاید ہی کوئی انکار کرے کہ والدین کی جتنی خدمت بیٹیاں کرتی ہیں بیٹے نہیں کرتے۔

عائلی زندگی کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں: ”حقیقی جنت تو گھر کی تعمیر ہے۔ جنت رحمی رشتوں کو مضبوط کرنے میں ہے۔ میاں بیوی کے تعلقات کو تقویت دی جائے۔ ماں بیٹے کے تعلقات کو تقویت دی جائے۔ باپ بیٹے کے تعلقات کو تقویت دی جائے..... گھروں کا بنانے والا اصرف ایک ہے اور وہ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم میں جنہوں نے فرمایا: خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِي تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ بہتر ہے۔ اور میں اپنے اہل کے ساتھ بہتر ہوں....... آج کی دنیا میں امن کی ضمانت ناممکن ہے جب تک گھروں کے سکون اور گھروں کے اطمینان اور گھروں کے اندرونی امن کی ضمانت نہ دی جائے“۔

(الفضل انٹرنیشنل ۱۱/جون ۲۰۰۴ء)

عائلی زندگی کو کامیاب وکامران بنانے کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نصرہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”تقویٰ پر قائم ہو اور اپنے گھر والوں کو اپنی بیویوں کو، اپنی اولاد کو تقویٰ پر قائم رکھنے کے لئے نمونہ بنو۔ اور اس کے لئے اپنے رب سے مدد مانگو۔ اس کے آگے روؤ۔ گڑگڑاؤ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اے اللہ! ان راستوں پر ہمیشہ چلاتا رہ جو تیری رضا کے راستے ہیں، کبھی ایسا وقت نہ آئے کہ ہم بحیثیت گھر کے سربراہ کے، ایک خاوند کے اور ایک باپ کے اپنے حقوق ادا نہ کرسکیں اور اس وجہ سے تیری ناراضگی کا موجب بنیں۔ تو جب انسان سچے دل سے یہ دعا مانگے اور اپنے عمل سے بھی اس معیار کو حاصل کرنے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ نہ ایسے گھروں کو برباد کرتا ہے، نہ ایسے خاوندوں کی بیویاں ان کے لئے دکھ کا باعث بنتی ہیں اور نہ ان کی اولاد ان کی بدنامی کا موجب بنتی ہے۔ اور اس طرح گھر جنت کا نظارہ پیش کررہا ہوتا ہے۔ (خطبہ جمعہ ۲/جولائی ۲۰۰۴ء)

آخر میں دعا ہے اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اسلامی تعلیمات کے مطابق عائلی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆

پس اطفال الاحمدیہ کی مجالس میں آئندہ سے کوئی بچہ ننگے سر نظر نہیں آنا چاہئے۔ مجلس خدام الاحمدیہ یا اطفال الاحمدیہ کے شعبہ کو چاہئے کہ وہ سارا سال اطفال کو تحریک کرتے رہیں کہ وہ ٹوپی پہنیں اور اگر ممکن ہو تو ایک ٹوپی سستی سی لیکن خوبصورت ڈیزائن کی مجلس خدام الاحمدیہ تیار کرکے اس کو عام رواج دے اور وہ اطفال الاحمدیہ کی ٹوپی ہو جس پر مثلاً کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہو۔ یہ ٹوپی ہر احمدی بچے کا نشان بن جائے گا۔ بہت پیاری سی ٹوپی پر کلمہ طیبہ کی خوبصورت سی مہر بن جائے۔ آج کل بچوں میں جو کپڑے رائج کئے جاتے ہیں ان پر عجیب اوٹ پٹانگ فقرے لکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور ایسی زبانوں میں لکھے ہوئے ہوتے ہیں جن کا بچوں کو کچھ پتہ ہی نہیں لگتا بچے آنکھیں بند کرکے ان فیشنوں کے پیچھے چلتے رہتے ہیں۔ ہمیں اپنے بچوں کو کوئی بہتر فیشن دینا پڑے گا تا کہ وہ بھی کوئی چیز دنیا کے سامنے پیش کریں ان میں سے ایک یہ ٹوپی ہے۔

یہ ضروری نہیں کہ ٹوپی کے اوپر ضرور کچھ نہ کچھ لکھا ہوا ہو یہ میرا مقصد نہیں میں کوئی حکم نہیں دے رہا لیکن ایک خیال ظاہر کررہا ہوں کہ یہ تجربہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ اور نہیں تو آپ کا جو بیج تھا جس پر کلمہ لکھا ہوا تھا اس کو ساتھ پہننے کا رواج دیں میں نے دیکھا ہے پرانے زمانہ میں جب اطفال اجتماع پر آیا کرتے تھے تو اسی بیج کو وہ اپنی ٹوپی پر بھی ٹانگ دیا کرتے تھے یا بعض دفعہ اپنی قمیص یا کوٹ کے اوپر پہنا کرتے تھے۔

اچھے اخلاق اور قومی روایات کی حفاظت کریں

پس یہ جو رواج ہیں یہ قوم کے اچھے اخلاق اور قومی روایات کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس لئے ان کو معمولی سمجھ کر بھلا نہیں دینا چاہئے ورنہ آج جو ننگے سر بچے بڑے ہورہے ہیں ان کے متعلق اس بات کا زیادہ احتمال ہے کہ وہ مغربی تہذیب سے متاثر ہو کر کئی قسم کی خرابیوں کا شکار ہوجائیں پھر اگر مغربی تہذیب کہے گی کہ سر منڈوانا شروع کردو اور استرے پھرواؤ اور (سکن ہیڈ) skin head بن کر نکلو تو یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے بڑے ہو کر سر موڈھنے ہیں۔ لیکن جن کو بچپن سے ٹوپی پہننے کی عادت ہوگی ٹوپی ان کی حفاظت کرے گی اور ایسے بچے مغربی تہذیب سے اوّل تو متاثر نہیں ہوں گے اور ہوئے بھی تو بہت کم ہوں گے۔ اس لئے یہ بہت اہم چیز ہے۔ ان کی طرف آپ کو بہت توجہ کرنی چاہئے۔

ایک نصیحت ایک حقیقت:۔

اب ہم دعا کرلیتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمارے احمدی بچوں کو عظیم کردار عطا کرے اور بڑے ہو کر ساری دنیا کی تربیت کی توفیق عطا فرمائے (اس موقع پر بچوں نے زور سے آمین کہنی شروع کردی تو حضور نے فرمایا) بچو! آہستہ دل میں آمین کہیں خدا کوئی بہرا یا گونگا تو نہیں ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک یا اس کے کان خراب ہوگئے کہ جب تک آپ اونچی آواز سے نہیں کہیں گے اس کو سنائی نہیں دے گا بعض دفعہ اونچی آمین کہنے کے نتیجے میں دل ساتھ حرکت ہی نہیں کررہا ہوتا صرف زبان سے ہی آمین نکل رہی ہوتی ہے اس لئے آمین کا مطلب سمجھیں۔ آمین کا مطلب ہے۔ اے میرے اللہ میری اس دعا کو قبول فرما۔ تو اس آمین کہنے میں عاجزی ہونی چاہئے مگر آپ کے آمین کہنے سے تو لگتا ہے کہ جس طرح آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے قبول کرلیا ہے اس لئے آپ دل میں آمین کہیں۔ یہ خدا کی آواز ہے جو سب دنیا کی آوازوں سے اونچی ہے۔ اور ساری دنیا میں سنائی دیتی ہے اگر وہ آپ کی دعا قبول کرتے ہوئے آپ پر فضل نازل فرمائے تو پھر تو مزہ بھی آئے گا۔ لیکن آپ اونچی آمین کہہ رہے ہوں اور اللہ میاں توجہ ہی نہ کرے کیونکہ دل سے آواز نہ اٹھ رہی ہو تو یہ اچھی بات نہیں ہے۔ اس لئے جب میں دعا کا کہتا ہوں تو میرا مطلب یہ ہے کہ دل میں دعا کریں، اور اگر آمین کہنا ہو تو بالکل ہلکی آواز میں کہیں یعنی منت اور عجز اور انکساری کے ساتھ دعا کے رنگ میں آمین کہیں۔

آئندہ نسلوں کی عظیم ذمہ داری:۔

میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ہمارے احمدی بچوں کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ وہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگین ہو کر اخلاق فاضلہ سیکھیں۔ ان کے اندر اعلیٰ کردار پیدا ہو، دنیا کو فتح کرنے والا کردار احساس کمتری ان کے دل سے بالکل مٹ جائے ان کو اس بات کا یقین ہو کہ وہ ایک اچھے معاشرہ کے محافظ ہیں اور دنیا کو اچھی قدریں دینے کے لئے نکلے ہیں۔ ان کو یہ بھی پتہ ہو کہ وہ دنیا کے رہنما بننے والے ہیں دنیا سے جھوٹ اور جھوٹی عزتوں کو مٹا کر انہوں نے ساری دنیا کو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں داخل کرنا ہے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو ہماری نسلیں صحیح تعلیم وتربیت پا کر بڑی ہو رہی ہوں اور دنیا کی خدمت ورہنمائی کی عظیم ذمہ داریوں کو کما حقہ اٹھانے والی ہوں اللہ کرے کہ ہم بھی وہ دن دیکھیں۔ (بحوالہ تشحیذ الاذہان ربوہ دسمبر 1989ء جنوری 1990ء صفحہ 11 تا 22)

شریف جیولرز ربوہ
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد ربوہ
فون ریلوے روڈ 00-92-476214750
فون اقصی روڈ ربوہ پاکستان 00-92-476212515

AEM
M/S ALLIA EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
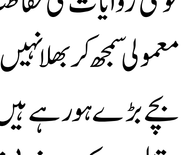
Volvo-290, 210, L&T Komatsu PC-300,200.
Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221
Tel.: 0671 - 2112266, Mob: 9437078266/ 9437032266/ 9438332026/943738063

افسوس! مکرم شمیم الرّب صاحب آف گونڈہ وفات پاگئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

(سعید فاطمہ بیگم قادیان۔ اہلیہ مولوی بشیر احمد طاہر صاحب مرحوم)

موت ایک حتمی اور یقینی صداقت ہے جس کا انکار ممکن نہیں انسان اس دنیا میں مسافر کی طرح ہے اور اس مسافر خانہ کو چھوڑ کر آخر ایک دن اُسے اپنی حقیقی منزل کی طرف جانا ہے۔ اس حقیقت کی طرف توجہ مبزول کراتے ہوئے رسول مقبول ﷺ نے جہاں ایک طرف یہ فرمایا کہ زروقبورکم یعنی اپنی قبروں کی زیارت کیا کرو وہیں اپنے وفات یافتہ بزرگان کی نیکیوں کو جاری و ساری رکھنے کی غرض سے فرمایا اذکروموتاکم بالخیر یعنی اپنے وفات یافتگان کا ذکر خیر کرتے رہا کرو۔ اس سے جہاں موت جیسی اٹل حقیقت کی طرف انسان کی توجہ مبزول رہتی ہے وہیں انسان اپنے بزرگوں کی نیکیوں پر بھی قائم رہتا ہے۔

اسی مقصد کے حصول کی خاطر آج میں اپنے بڑے بھائی مکرم شمیم الرب صاحب آف گونڈہ سابق صدر جماعت احمدیہ گونڈہ کا ذکر خیر کرنا چاہتی ہوں جو ۵ رمضان بمطابق ۶ راگست ۲۰۱۱ء بروز جمعۃ المبارک مطابق تاریخ تقریباً صبح ۹ بجے حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے اپنے مولیٰ حقیقی سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

محترم بھائی جان مرحوم کی ولادت مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۲۶ء کو یوپی کے شہر گونڈہ میں ہوئی۔ والد صاحب کا نام محترم بابو عبد الرزاق صاحب پوسٹ ماسٹر آف گونڈہ اور والدہ صاحبہ کا نام وفات النساء سنبل صاحبہ تھا۔ بفضلہ تعالیٰ ہم دس بھائی بہن تھے جن میں سے اس وقت خاکسار کے علاوہ محترم عبد الرب صاحب آف گونڈہ بقید حیات ہیں۔

اس افسوسناک موقعہ پر میں اپنے والد صاحب مرحوم کی زندگی کے کچھ ایمان افروز واقعات کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتی ہوں۔ آپ کا بیعت کا واقعہ بڑا دلچسپ ہے۔ ۱۹۳۲ء میں آپ بذریعہ ٹرین سفر کررہے تھے۔ آپ ہی کے ڈبہ میں قادیان کے چند مبلغین کرام بھی سفر کررہے تھے۔ والد صاحب جوانی کی عمر سے ہی تہجد گذار تھے اور انہیں چودھویں صدی میں آنے والے امام مہدی علیہ السلام کا شدت سے انتظار تھا۔ جب مولانا صاحبان نے آپ کو تبلیغ کی اور بتایا کہ امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوچکا ہے تو آپ نے اُسی وقت ٹرین میں ہی بیعت کرلی اور گھر آکر اپنے رشتہ داروں کو تبلیغ کرنی شروع کردی۔ لیکن رشتہ داروں نے بجائے آپ کی بات پر توجہ دینے کے آپ کو طرح طرح کی ذہنی اذیتیں دینی شروع کردیں وہ کوئی موقعہ بھی تکلیف پہنچانے کا ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ وہ شادی بیاہ کے موقعہ پر دعوت میں آپ کو بلاتے مگر کھانے کے وقت کہتے "لوگ کہہ رہے ہیں ہم قادیانی کے ساتھ کھانا نہیں کھائیں گے ان کو الگ کھانا کھلاو ورنہ ہم واپس چلے جائیں گے"۔ والد صاحب بڑے تحمل سے اس بات کو برداشت کرلیتے اور کہتے کہ مجھے الگ ہی کھانا دے دو اور یوں آپ تمام باراتیوں سے الگ بیٹھ کر کھانا کھالیتے۔

اس دوران آپ نے تبلیغ جاری رکھی لیکن آپ کی مخالفت بڑھتی گئی۔ مخالفین والد صاحب سے جماعت احمدیہ کی کتب پڑھنے کے بہانے سے لیتے اور ...... حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر میں آپ کے ہونٹ مبارک ماچس سے جلا کر واپس کردیتے۔ اس سے والد صاحب کو شدید صدمہ پہنچتا اور آپ حضرت مسیح موعودؑ کے شعر

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہوگئے یار نہاں میں

کے مصداق بن کر اپنے مولیٰ حقیقی سے التجائیں کرتے۔ آپ کی خدا تعالیٰ کی ذات میں اس محویت اور مخالفین کی ذلیل حرکتوں کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو کشف اور الہام سے نوازنا شروع کیا۔

خدا تعالیٰ سے خبر پاکر آپ مخالفین احمدیت کی رسوائیوں کی پیشگوئیاں کرتے اور وہ سب کی سب بفضل تعالیٰ پوری ہوکر رہتیں۔ وہ باوجود اس حقیقت کے واضح ہوجانے کے کہ مسیح موعودؑ پر ایمان لانے والے عام انسان سے بھی خدا بول سکتا ہے، اپنی شرارتوں سے باز نہ آتے اور اس طرح انہیں حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانے کی توفیق نہ ملتی۔

محترم والد صاحب مرحوم چچا صاحب کو بہت سمجھاتے لیکن وہ ہمیشہ کافر کہہ کر چلے جاتے۔ میری ہمشیرہ کا نکاح اُن کے بیٹے سے ہوچکا تھا۔ ایک دن خدا سے خبر پاکر والد صاحب چچا صاحب کے گھر گئے اور اُن کے ڈرائنگ روم کی دیوار پر چسپاں ایک فوٹو فریم کو ان کے بڑے بیٹے سے اتروا کر انہیں کے سامنے فریم کو پلٹ کر حضرت مسیح موعودؑ کا یہ شعر اس کی پشت پر لکھ دیا۔

" قادر کے کاروبار نمودار ہوگئے
کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہوگئے

اور فریم کو ان کے بیٹے سے دوبارہ اسی جگہ چسپاں کرادیا اور واپس گھر آگئے۔ میرے چچا صاحب کرانے کی دکان کیا کرتے تھے۔ چند مہینوں کے بعد کوئی شخص نشیلا کد ملا ہوا گیہوں کا آٹا ان کی دکان پر بیچ کر چلا گیا۔ آگے انہوں نے وہ آٹا ایک گاہک کو فروخت کردیا اس آٹے کی روٹی کھا کر وہ گاہک فوت ہوگیا۔ پولیس نے پوچھ تاچھ کی اور چچا صاحب کو گرفتار کرکے جیل بھیج دیا۔ والدہ صاحبہ اور میرے بھائی بہن بہت پریشان ہوئے۔ میں اس وقت چھوٹی تھی تاہم ان کی باتیں سن رہی تھی سبھی بھائی بہنوں نے کہا کہ ابا جی جب دفتر سے آئیں گے تو ان کو کھانے کے بعد یہ اطلاع دیں گے کیونکہ ان کے بھائی ہیں اور بیٹی کا نکاح بھی وہیں کیا گیا ہے۔

چنانچہ جب والد صاحب دفتر سے واپس آئے تو انہیں کھانے کے بعد یہ اطلاع دی گئی۔ یہ سنتے ہی آپ چچا صاحب کے گھر گئے سب نے سوچا کہ جیل سے چھڑانے کی کوشش کرنے گئے ہیں لیکن والد صاحب اُن کے گھر جاکر اُسی کمرے میں گئے اور اُن کے اُسی بیٹے سے فریم اتروایا اور حضرت مسیح موعودؑ کا وہ شعر فریم پلٹ کر دکھا دیا۔ وہ بہت غصہ میں آگئے اور والد صاحب کو بہت کچھ بُرا بھلا کہا لیکن آپ خاموشی سے اپنے گھر واپس آگئے۔ جب چچا صاحب نے جیل سے واپس آکر اپنے بیٹے سے یہ بات سنی تو وہ آگ بگولا ہوگئے اور کہا کہ اس کی بیٹی کو رخصت کروا کر لاؤں تو پھر اس قادیانی کو بتاؤں۔ چنانچہ میری ہمشیرہ کو تاحیات قادیانی کہہ کر تکلیفیں دی گئیں۔ حتی کہ انکی وفات پر گھر والوں کو نماز جنازہ بھی نہ پڑھنے دی گئی اور کہا کہ اگر نماز جنازہ تم پڑھاتے ہو تو ہم اپنے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیں گے۔ لاچار ہوکر گھر کے لوگ الگ ہوگئے اور گھر آکر نماز جنازہ غائب پڑھی۔

محترم والد صاحب اور بڑے بھائی محترم شمیم الرب صاحب مرحوم کی تبلیغ سے مکرم ڈاکٹر عارف صاحب آف محمد پور گونڈہ، مکرم مرزا امیر بیگ صاحب آف گونڈہ، مکرم وقار احمد صاحب آف سیتاپور، مکرم محمد اسمعیل صاحب آف گونڈہ، مکرم مولوی بشیر احمد طاہر صاحب آف قادیان مرحوم جو پہلے ایک ہندو پنڈت گھرانے سے تعلق رکھتے تھے احمدی ہوئے یہ تمام افراد تادم حیات احمدیت پر قائم رہے اور ان کے اہل و عیال آج بھی احمدیت پر قائم ہیں۔ الحمد للہ علی ذالک۔

محترم بھائی صاحب مرحوم جوانی میں تبلیغ تو کرتے تھے لیکن عبادت کی طرف ان کی خاص توجہ نہیں تھی۔ بھائی صاحب مرحوم اپنی شادی کے پانچ چھ ماہ بعد شدید بیمار ہوگئے۔ ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے دیا لیکن والد صاحب مرحوم خدا کی رحمت سے مایوس نہیں ہوئے اور دعاؤں میں لگے رہے۔ آپ تہجد میں روتے گڑگڑاتے۔ آخر ایک دن خدا کو آپ پر رحم آیا اور تہجد کے دوران ایک آواز آئی "اُمراؤ علی کا چائنا" آپ نے نماز مکمل کی اور اُسی وقت اڑھائی بجے رات ہی اُمراؤ علی صاحب کے یہاں جو ایک ہومیوپیتھی ڈاکٹر تھے پہنچ گئے اور دریافت کیا' چائنا نام کی کوئی دوا آپ کے پاس ہے؟ (والد صاحب مرحوم ہومیوپیتھی دواؤں کا علم نہیں رکھتے تھے) انہوں نے کہا ہاں! کیا بات ہے؟ والد صاحب نے جواب دیا"۔ بس دے دو"۔ وہ دوا لائے اور پھر دریافت کیا کہ بات کیا ہے؟ والد صاحب نے کہا کہ میرا بیٹا بیمار ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ" امراؤ علی کا چائنا"

یہ سن کر اُمراؤ علی صاحب نے وہ دوا واپس لے لی اور کہا ٹھہرو میں ایک دوسری دوا لاتا ہوں۔ دراصل امراؤ علی صاحب چائنا کے ساتھ کچھ اور ادویات ملا کر ایک نسخہ تیار کیا کرتے تھے جو صرف انہیں کی دکان پر ملتا تھا۔ والد صاحب مرحوم دوا لیکر گھر آئے اور بھابھی جان سے کہا کہ گھبراؤ نہیں اور اب تھرمامیٹر توڑ دو۔ اب شمیم کو بخار نہیں چڑھے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ روزانہ چار بجے شام کو بخار چڑھتا اور صبح اُتر جاتا تھا۔ لیکن مذکورہ دوا دینے کے بعد آپ کو دوبارہ بخار نہیں چڑھا اور رفتہ رفتہ مکمل طور پر صحت مند ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف آپ کو صحت دی بلکہ ۸۵ سال کی لمبی صحت مند عمر بھی عطا فرمائی۔ اس واقعہ کے بعد محترم بھائی صاحب مرحوم تبلیغ کے ساتھ ساتھ عبادت کی طرف بھی خاص توجہ دینے لگے۔ اپنی زندگی کے بیشتر حصہ میں آپ تبلیغ اور عبادات الٰہی میں مصروف رہے روزانہ عشا کی نماز کے معاً بعد سوجانا اور رات دو بجے سے تہجد شروع کردینا آپ کا معمول بن گیا۔ اور زندگی کے آخری ایام تک آپ کا یہی معمول رہا۔

جوں جوں آپ کا عبادت میں شغف بڑھتا گیا آپ کی تبلیغی مساعی میں نکھار آتا گیا۔ آپ تبلیغ میں اتنا منہمک ہوجاتے کہ بعض اوقات آپ کو اپنی دکان کی بھی پرواہ نہ ہوتی۔ باوجود اس کے کہ آپ نے کسی دینی درسگاہ سے کوئی علم حاصل نہ کیا تھا مگر پھر بھی تمام دینی مسائل پر گہری نظر رکھتے تھے۔ ختم نبوت کی حقیقت، وفات مسیح اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کامل دسترس تھی اور بڑے سے بڑا عالم فاضل بھی آپ سے ان امور پر بحث کرنے سے کتراتا تھا۔

بہت سے غیر احمدی آپ کی دعاؤں کی قبولیت کے قائل تھے وہ مختلف معاملوں میں آپ سے دُعا کراتے اور وہ قبول بھی ہوجاتی مگر معاشرے کے ڈر سے وہ احمدیت قبول نہ کرتے۔ ان میں سے کئی احباب جمعہ اور عیدین کی نماز پڑھنے گھر آتے مگر اُن کو بیعت کی دولت نصیب نہ ہوئی اس جگہ میں آپ کی قبولیت دُعا کے چند واقعات بیان کرنا چاہتی ہوں۔ گونڈہ میں مکرم محمد احمد صاحب نام ایک غیر احمدی تھے جو جماعت کے شدید مخالف تھے۔ اُن کی جائے کی

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

دُکان تھی جب کوئی احمدی اُن کے پاس بھائی صاحب مرحوم کے گھر کا پتہ پوچھنے آتا تو وہ انہیں پتہ نہیں بتاتے تھے اور غلط رہنمائی کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ یہ کافی بیمار ہوگئے اور ڈاکٹروں نے لا علاج بتا کر جواب دے دیا۔ بھائی صاحب کو جب معلوم ہوا تو آپ اُن کی عیادت کیلئے اُن کے گھر گئے۔ آپ کو دیکھ کر وہ رونے لگے بھائی صاحب نے انہیں تسلی دی اور کہا کہ آپ مریں گے نہیں اور بالکل صحت یاب ہو جائیں گے۔ گھر آکر جب آپ نے اپنے جملے پر غور کیا تو بہت بے چین ہوئے کہ یہ میرے منہ سے کیا نکل گیا۔ پھر آپ نے خوب دُعائیں کیں اور عرض کی کہ ’’ خدایا عالم خود رفتگی میں میرے منہ سے یہ جملہ نکل گیا اب تو ہی لاج رکھنے والا ہے ۔ اے خدا تو میری خاطر نہیں بلکہ جماعت احمدیہ کی صداقت کے نشان کے طور پر اسے صحت دے‘‘۔ چنانچہ اگلے دن جب آپ اُن سے ملنے گئے تو معلوم ہوا کہ انہیں کچھ افاقہ ہے اور رفتہ رفتہ وہ بالکل تندرست ہوگئے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنا مخالفانہ طرز عمل یکسر ترک کردیا۔ اور جو احمدی بھی اُن کے پاس بھائی صاحب کا پتہ پوچھنے جاتا اس کی صحیح رہنمائی کرتے اور چائے بھی پلاتے۔

آپ کے ایک ہندو دوست کو عرصہ ۹۔ ۱۰ سال سے کوئی اولاد نہیں تھی۔ انہوں نے آپ سے دُعا کیلئے عرض کی بھائی صاحب مرحوم نے دُعا کی اور خدا سے قبولیت کا اشارہ پا کر انہیں بتایا کہ اللہ ضرور آپ کو اولاد دے گا چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُس ہندو کو اولاد کی نعمت سے نواز دیا۔

گونڈہ کے آپ کے ایک غیر احمدی دوست کا بیٹا کافی بیمار تھا اور لکھنؤ کے ایک بڑے اسپتال میں زیر علاج تھا کافی علاج معالجہ ہو چکا تھا مگر تا حال کوئی افاقہ نہیں ہوا تھا۔ آپ نے بہت سے لوگوں کے سامنے خدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے کہا کہ اس اسپتال سے مریض کو دوسرے اسپتال میں لے جاؤ۔ انشاء اللہ تندرست ہو جائے گا۔ اور پھر میں مٹھائی کھلاؤں گا۔ بعد ازاں آپ نے دُعا کی اور بچہ دوسرے اسپتال میں لے جایا گیا اور وہاں جا کر بالکل تندرست ہوگیا۔ اور آپ نے اپنے حلقہ احباب میں مٹھائی تقسیم کی۔

آپ کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا اور اکثر ملنے جلنے والے آپ سے دُعاؤں کی درخواست کرتے رہتے تھے آپ ان کے لئے دعا کرتے اور جب وہ قبول ہو جاتی تو اُسے جا کر بتا بھی دیتے۔

جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے آپ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ تیسرے ہارٹ اٹیک کے بعد بھی آپ نے تبلیغ جاری رکھی۔ آپ کے دوست آپ کی عیادت کیلئے آئے اور آپ انہیں تبلیغ کرنے لگ گئے۔ آپ کے جوش کو دیکھ کر آپ کے دوست نے کہا کہ ان کو دیکھ کر تو نہیں لگتا کہ انہیں کوئی ہارٹ اٹیک ہے۔ اور پھر اس کے ایک دو دن کے بعد آپ کو چوتھا ہارٹ اٹیک ہوا۔

آپ کے پاکیزہ اخلاق کی وجہ سے ایک طرف جہاں آپ کے مداحوں کی ایک خاصی تعداد تھی وہیں آپ کی تبلیغی مساعی کی وجہ سے مخالفت بھی بڑھتی جا رہی تھی۔ بظاہر وہ کوئی ذاتی نقصان تو نہیں پہنچا سکے لیکن اکثر کو ان میں سے یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ ’’ جب یہ قادیانی مرے گا تو ان کو بتائیں گے‘‘ دراصل ان کا اشارہ اس طرف تھا کہ ان کے پاس قبرستان تو ہے نہیں اور ہم اسے اپنے قبرستان میں دفن ہونے نہیں دیں گے۔

لہٰذا اس چیز کو دیکھتے ہوئے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں قبرستان کی زمین خریدنے کی گذارش کی گئی جسے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت منظور فرمایا اور آپ کی زندگی میں ہی قبرستان کیلئے جگہ خرید لی گئی اور چار دیواری کر کے اسے محفوظ کر لیا گیا۔ اس دوران بھائی صاحب مرحوم کو ہارٹ کے دورے پڑتے رہے لیکن اللہ تعالیٰ معجزانہ رنگ میں آپ کی عمر کو بڑھاتا گیا۔ اِدھر قبرستان مکمل طور پر بن کر تیار ہوا اور اُدھر آپ کو چوتھا ہارٹ اٹیک ہوا جس سے آپ جانبر نہ ہو سکے اور اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

گونڈہ میں آپ کے خاندان میں کئی اموات ہوئیں ہر موقعہ پر غیر احمدیوں کی طرف سے اسی مخالفانہ طرز عمل کا اظہار رہا کہ اگر آپ نماز پڑھائیں گے تو ہم اپنے قبرستان میں دفن ہونے نہیں دیں گے اور لاچار ہو کر آپ پیچھے ہٹ جاتے۔ آپ کی شدید بیماری کا سن کا مخالف طبقہ میں خوشی کی لہر تھی کہ اب جب یہ قادیانی مرے گا تو ہمارے ارمان پورے ہوں گے۔ مگر اللہ کی ذات جو اپنے پیاروں کے لئے غیرت دکھاتی ہے اس نے اس موقعہ پر آپ کے ساتھ ایسا پیار بھرا سلوک فرمایا کہ مخالفین ہاتھ ملتے رہ گئے۔

چنانچہ آپ کے جنازے میں شامل ہونے کیلئے لکھنؤ فیض آباد، محمد پور، گونڈہ وغیرہ علاقوں سے ۲۰۔ ۲۵ احمدی حضرات جنازہ پر تشریف لائے علاوہ ازیں ڈیڑھ سو کے قریب غیر احمدی شرفاء نے آپ کی نماز جنازہ۔ احمدی امام مکرم مقصود احمد بھٹی صاحب مبلغ انچارج یوپی کی امامت میں پڑھی اور احمدیہ قبرستان میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ بعض غیر احمدی نماز جنازہ کے وقت الگ ہوگئے اور بعض فتنہ کی غرض سے اپنے قبرستان میں پہنچ گئے لیکن احمدیوں کا الگ قبرستان دیکھ کر دنگ رہ گئے اور نماز سے پہلے ہی حواس باختہ ہو کر وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور واپس جا کر شور مچا دیا کہ قادیانی بغیر جنازہ کے ہی دفن کر دیتے ہیں۔ بعض نے نہایت افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں پتہ ہی نہیں چلا اور ان قادیانیوں نے ہماری ناک کے نیچے اس قدر وسیع اور شاندار قبرستان بنا لیا اور اپنی خفت مٹانے کیلئے مخالفین نے آپ کے دو غیر احمدی زیر تبلیغ نوجوانوں کو جنھوں نے قبر وغیرہ تیار کرانے میں مدد کی تھی بہت مارا۔ جن غیر احمدی شرفا نے نماز جنازہ پڑھی جب اُن سے مخالفین نے پوچھا کہ آپ نے نماز جنازہ کیوں پڑھی تو انہوں نے جواب دیا کہ ان کی نماز جنازہ بالکل ہمارے جیسی تھی کوئی فرق نہ تھا اس لئے ہم نے پڑھ لی۔ ملاّؤں میں شور کہ ’’ مسلمانوں‘‘ نے قادیانیوں کے پیچھے نماز جنازہ کیوں پڑھی اب انہیں تجدید ایمان کرنی چاہیئے۔ دُشمنان احمدیت مسیح موعود علیہ السلام کے بجسم عنصری آسمان سے اترنے کے عقیدے سے تو بدظن ہو کر اُسے ترک کر رہے ہیں لیکن خدا نے جس حقیقی مسیح موعودؑ کو عین چودھویں صدی کے سر پر امت کی حالت پر رحم کرتے ہوئے بھیجا اس کے انکار پر پہلے سے زیادہ کمر بستہ ہو چکے ہیں اور جماعت احمدیہ کی مخالفت اور معصوم احمدیوں کو مظالم کا تختہ مشک بنانا ان ظالموں نے اپنا رزق بنایا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی آنکھیں کھولے اور انہیں حقیقی مسیح موعود علیہ السلام کو پہچان کر قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آخر پر میں مکرم بھائی صاحب مرحوم کی بلندی درجات اور خدا تعالیٰ کی رضا کی جنتوں کے حصول کیلئے عاجزانہ درخواست دُعا کرتی ہوں۔

☆☆☆

اعلان دُعا

اللہ تعالیٰ کا بیحد فضل واحسان ہے کہ خاکسار کا بھتیجا عزیزم یاسر احمد سلمہٗ اور ان کے والد مکرم ڈاکٹر ناصر احمد صاحب، ساکن ارول مورخہ 13.8.11 کو موٹر سائیکل پر جا رہے تھے کہ اچانک سڑک کا حادثہ پیش آیا۔ اس حادثہ میں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے دونوں باپ بیٹوں کو ہر قسم کے بڑے نقصان سے محفوظ رکھا۔ الحمد للہ علی ذالک۔ اللہ تعالیٰ کے اس خاص فضل واحسان کے موقع پر خاکسار کی جانب سے مبلغ دس ہزار روپے کی اعانت بدر میں بطور شکرانہ پیش ہے۔

اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ہم سب پر اپنی رحمت اور شفقت کی نظر بنائے رکھے اور ہم سب کو اپنے فضلوں کا وارث بنائے نیز میرے اہل وعیال کو صحت وسلامتی والی لمبی عمر عطا کرے اور دینی و دنیاوی ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔ آمین۔ (خلیل احمد (آئی اے ایس) حال مقیم کلکتہ مغربی بنگال

دُعا مغفرت

مکرم محمد اکرام صاحب آف پنکال اُڑیسہ مورخہ ۱۲ ر اگست ۲۰۱۱ء کو بعمر ۶۱ سال وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف بہت ہی نیک صالح نمازوں کے پابند دوسروں کی بھلائی کرنا اور اُن کے دُکھ میں شامل ہونا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ موصوف نے اپنے پیچھے ایک لڑکا دو لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ قارئین سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے نیز جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ (غلام حیدر خان معلم وقف جدید۔ پنکال، اڑیسہ)

فضل عمر درس القرآن کلاس

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال قادیان میں ’’ فضل عمر درس القرآن کلاس‘‘ لگانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ یہ کلاس انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ ۲۱ اکتوبر تا ۴ نومبر لگے گی۔ اس میں قرآن کریم صحت تلفظ سے پڑھنا سکھایا جائے گا۔ اسی طرح قرآن کریم کی تفسیر حدیث شریف کا مطالعہ کروایا جائے گا۔ اس کلاس میں قرآن کریم حفظ کروانے قصیدہ یاد کروانے قرآن کریم احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دُعائیں یاد کروانے کا بھی پروگرام ہے۔ نیز عربی بول چال کی بھی پریکٹس کروائی جائے گی۔ بعدہ امتحان ہوگا اور پوزیشن حاصل کرنے والوں کو انعامات دئے جائیں گے۔ اس کلاس میں شامل ہونے والے افراد اپنے خرچ پر قادیان آنا جانا کریں۔ البتہ رہائش اور طعام کا انتظام جماعتی طور پر ہوگا۔ اس میں لجنہ بھی شامل ہو سکتی ہیں اس کے لئے وہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ بھارت سے رابطہ کریں۔ اجتماعات میں شامل ہونے والے افراد بھی اس سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

جو دوست اس میں شرکت کرنا چاہتے ہوں وہ قرآن کریم پڑھنا ضرور جانتے ہوں ایسے افراد فوری طور پر دفتر میں لکھ کر اپنی رجسٹریشن کروالیں۔ مردوں کے لئے امسال صرف یک صد سیٹیں ریزرو رکھی گئی ہیں اور عورتوں کے لئے پچاس سیٹیں ہیں پہلے آنے والی درخواستوں کو ہی رول نمبر الاٹ کئے جائیں گے۔ احباب جماعت سے اس طرف فوری طور پر توجہ کرنے کی درخواست ہے۔ (نظارت اصلاح وارشاد تعلیم القرآن ووقف عارضی قادیان ضلع گورداسپور۔ پنجاب۔ (بھارت) فون وفیکس 01872-220861)

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز ۔ کشمیر جیولرز

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

آسٹریلیا میں پیدا ہوئے عیسیٰ اور میری

روزنامہ دینک بھاسکر (ہندی) ۲۵ فروری ۲۰۱۱ کی اشاعت میں لکھتا ہے۔

سڈنی: آسٹریلیا کے ایک جوڑے ایلن جان ملر اور میری سوزین لک کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ عیسیٰ مسیح اور میری میگڈالن کے اوتار ہیں۔ ایلن جان ملر اور میری سوزین لک نے حال ہی میں کوئیز لینڈ میں اپنے ادارہ ڈوائن ٹروتھ کا کیمپ لگایا تھا۔ اُن کے قریب قریب تیس چالیس پیروکار ہیں۔ ان کا گزارہ لوگوں کے دیئے ہوئے چندے کے پیسوں سے ہوتا ہے۔ ۴۷ سالہ ایلن کی پہلی بیوی سے دو بچے ہیں انہیں جب پچھلی زندگی یاد آنے لگی تو یہ شادی ٹوٹ گئی۔ پھر انہوں نے میری سوزین سے شادی کی تھی۔ انہیں لگتا ہے کہ وہ اُن کی ۲۲ ویں زندگی ہے ۲۰۰۹ء میں ڈوائن ٹروتھ ارا کین نے ۶ لاکھ ڈالر کی زمین خرید کر سینٹر بنایا ہے۔ (دینک بھاسکر ۲۵ فروری ۲۰۱۱ء صفحہ ۱۱)

جہاں گوردوارے وہاں جھگڑا کیوں؟

روزنامہ سپوکس مین پنجابی، چنڈی گڑھ مورخہ ۱۹ مئی ۲۰۱۱ء اپنے اداریہ میں بعنوان ''جہاں گوردوارے وہاں جھگڑا کیوں'' کے تحت لکھتا ہے۔ ''سکھ دھرم کے بانی بابا نانک تھے یا کوئی اور؟ یہ سوال اس لئے پوچھنا پڑتا ہے کہ آج سکھ دھرم کے دھرم کیندروں (مرکزوں) میں وہ کوئی بھی نصیحت عمل میں لائی ہوئی نہیں دیکھی جاتی جس کی تعلیم بابا نانک کی تحریری بانی میں ملتی ہے جبکہ وہ سارا کچھ گوردواروں کے اندر اور سکھ کی زندگی میں ملا ہوا دیکھا جا سکتا ہے جس کی بابا نانک نے تحریری رنگ میں مناہی کی تھی۔ فہرست بہت لمبی ہے اور موضوع بہت بڑا۔ اس لئے صرف دھرم مندر یا گوردوارے تک ہی بات محدود رکھیں گے۔

امرتسر، دہلی، امریکہ، لدھیانہ، جالندھر۔ ہریانہ کسی بھی جگہ کا نام لو، گوردواروں کے اندر جھگڑے خوب چل رہے ہیں کئی جگہ تو یہ الزام بھی سرعام لگائے جاتے ہیں کہ بااثر رسوخ سیاسی لوگوں نے، گوردواروں کی زمینیں مفت کی قیمت میں اپنے نام کروالی ہیں یا معمولی سی رقم کے بدلے پٹے پر لے لی ہیں اور گولک کی رقوم کو اپنے مطلب کے لئے اُجاڑتے ہیں۔ شاید ہی کوئی بڑا گوردوارہ ہو جس کے بارے میں وہاں کے لوگ کہہ سکیں کہ یہاں دھرم کا پورا راج ہے اور کوئی غلط عمل نہیں کیا جاتا یا بابا نانک کے اصولوں اور نصائح کے مطابق ہی سب کچھ کیا جاتا ہے۔''

بہار میں ہر سال کھانسی کی دوا پر 138 کروڑ خرچ ہوتے ہیں

دینک جاگرن ۲۲ مئی ۲۰۱۱ء کی اشاعت میں لکھتا ہے یہ حیرت والی بات ہی تو ہے۔ عام بیماری مانی جانے والی کھانسی بہار میں لوگوں کی جیب سب سے زیادہ ڈھیلی کر رہی ہے۔ صوبے میں دوا کے کل سالانہ ۱۱۰۰ کروڑ روپے کے کاروبار میں کھانسی کی دواؤں کا حصہ ۱۳۸ کروڑ روپے ہے۔ یعنی کھانسی کے علاج میں عام آدمی بے حال اور دوا کمپنیاں مالا مال ہو رہی ہیں۔ بہار ڈرگسٹ اور کیمسٹ ایسوسی ایشن کے صدر پون سین بتاتے ہیں کہ بہار میں کوریکس اور فینسی ڈرل کف سیرپ کی مانگ بہت ہے۔ ایک سال میں قریب ۲۳ کروڑ کی کوریکس اور ۲۵ کروڑ کی فینسی ڈرل بک جاتی ہے۔ (دینک جاگرن ۲۲ مئی ۲۰۱۱)

وطن عزیز ہندوستان آج ہر جہت سے ترقی کر رہا ہے مگر ابھی بھی کئی ایک ایسے تاریک پہلو ہیں جن پر غور کرنا ضروری ہے ملک میں آج بھی ڈائن بتا کر معصوم عورتوں پر ظلم کیا جا رہا ہے۔ مندرجہ ذیل تراشہ اس کا کھلا ثبوت ہے۔ ملک کے مفکروں کو اس جانب بھی قدم اُٹھانا چاہیئے۔ (مدیر)

اکیسویں صدی کا مہذب ہندوستان

ہندسماچار اپنی ۲۲ مئی ۲۰۱۱ کی اشاعت میں لکھتا ہے:۔ چھتیس گڑھ کے ضلع رائے پور میں کچھ دیہاتیوں نے ایک دلت عورت پر ڈائن ہونے کا الزام لگا کر اس کی مار پیٹ کی، آنکھیں پھوڑ دیں۔ اور ان کی زبان بھی کاٹ ڈالی۔ یہی نہیں دیہاتیوں نے اس عورت کے پتی کو بھی نہیں بخشا اور اس کی آنکھیں بھی پھوڑ دیں۔ واردات کو انجام دینے کے بعد ملزمان وہاں سے فرار ہو گئے اور گاؤں میں کشیدگی کو دیکھتے ہوئے وہاں پولیس فورس تعینات کر دی گئی ہے۔ ضلع رائے پور کے سینئر پولیس سپرنٹنڈنٹ دیپانشو کابرا نے بتایا کہ یہ واردات راجدھانی رائے پور سے ۶۵ کلومیٹر دور کسڈول تھانہ کے تحت سکورا گاؤں میں ہوئی۔ دیہاتیوں نے ۴۵ سالہ دلت عورت شام کنور بنجارے پر ڈائن ہونے کا الزام لگایا اور قینچی سے اس کی اور اس کے پتی منشارام (۵۰) کی آنکھیں پھوڑ دیں اور شیام کنور کی زبان بھی کاٹ ڈالی۔ شری دیپانشو نے بتایا کہ شکروار کو شیام کنور اور منشارام اپنے گھر میں آرام کر رہے تھے کہ تبھی گاؤں میں رہنے والے تقریباً ایک درجن افراد منشارام کے گھر میں جبراً گھس آئے اور انہوں نے شیام کنور پر ڈائن ہونے کا الزام لگا دیا۔ دیہاتیوں نے الزام لگایا کہ شیام کنور کی وجہ سے ہی ان کو مالی تنگی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ان کی طبیعت لگاتار خراب رہتی ہے اتنا کہہ کر دیہاتیوں نے اس کی مار پیٹ شروع کر دی۔''

ورلڈ آریہ سماج کے چیئرمین سوامی اگنی ویش کا سرقلم کرنے پر ۱۰ لاکھ کا انعام

امرناتھ یاترا کو پاکھنڈ بتانے والے سوامی اگنی ویش کے خلاف اتری ہندو تنظیموں نے سنتوں کی رہنمائی میں جگراؤں پل چوک پر دھرنا لگا کر اگنی ویش کا پتلا پھونکا اور پولیس افسروں کے سوامی اگنی ویش کے خلاف کیس درج کرنے کی یقین دہانی دلانے کے بعد جام کھولا۔ ہندو تنظیموں نے سوامی اگنی ویش کو آئی ایس آئی کا ایجنٹ قرار دیتے ہوئے فرمان جاری کیا کہ وطن دشمن سوامی اگنی ویش کا سرقلم کرنے والے کو نیائے پیٹھ کی طرف سے ۱۰ لاکھ روپے بطور انعام دیا جائے گا۔ نیائے پیٹھ نے سنت سماج کی ہدایت پر اگنی ویش کا سماجک بائیکاٹ کرتے ہوئے کہا کہ اس فرمان کو نہ ماننے والے ہندوؤں کو دھارمک سزا دلائی جائے گی۔ اس موقعہ پر شری امرناتھ ویلفیئر سوسائٹی کے راجندر شرما، ہندو سکھ جاگرتی سینا کے پروین ونگ، اشونی کتیال نے کہا کہ ہندوؤں کی روٹی کھا کر ہی ہندو مخالف باتیں کرنے والے دھرماچاریوں کو ہندو سماج معاف نہیں کرے گا۔ (روزنامہ ہندسماچار ۲۳ مارچ ۲۰۱۱ء صفحہ ۳)

پنجاب کا نیا ضلع پٹھانکوٹ

ماسٹر موہن لال سابق ٹرانسپورٹ پنجاب اخبار ہندسماچار مورخہ ۴ اگست ۲۰۱۱ء صفحہ ۳ میں پٹھانکوٹ کو ضلع بنانے کا سپنا پورا ہوا کالم کے تحت لکھتے ہیں:۔ ''پٹھانکوٹ گیٹ وے آف انڈیا ہے۔ ایک طرف اس کی سرحد ہماچل، دوسری طرف جموں کشمیر اور تیسری طرف پاکستان سے ملتی ہے۔ اس کے دامن میں دریا راوی اور جنوب میں چکی دریا بہتے ہیں۔ مغرب میں پاکستان اور مشرق میں ہماچل پردیش پٹھانکوٹ سے لگے ہوئے ہیں۔ بمیال تحصیل پاکستان کی سرحد سے ساتھ لگتی چلی جاتی ہے۔ پٹھانکوٹ کا وسیع علاقہ ۳۵ کلومیٹر چوڑا اور ۷۰ کلومیٹر لمبا ہے۔ اس میں تین اسمبلی حلقے پٹھانکوٹ سجانپور اور بویا آتے ہیں۔ ایشیاء برِاعظم کی سب سے بڑی فوجی چھاؤنی پٹھانکوٹ میں ہی ہے۔

تھین ڈیم نے جہاں صوبے کی کایا کلپ کی وہیں اس ڈیم نے ۲۵ ہزار ایکڑ زمین کو اجاڑ دیا انہیں ابھی تک نہ نوکری ملی نہ زمینوں کے پورے دام۔ اس ضلع میں تین تحصیلیں بلاک اور دو میونسپل کمیٹیاں ہوں گی اس ضلع کی کل آبادی ۶۷۳۳۴۹ جس میں کل ۴۲ گاؤں ہیں دھارکلاں اس ضلع کا نیم پہاڑی علاقہ ہے۔ جو ہماچل سے لگتا ہے سجان پور مکمل اور دیہاتی علاقہ ہے جس کی ترقی اور تعلیم کی ذمہ داری اب پنجاب سرکار کی ہوگی۔ پٹھانکوٹ میں چار پرائیویٹ کالج دو آئی ٹی آئی سینٹر سیکنڈری سکول ۲۹ مڈل سکول ۴۰ اور پرائمری ۲۸۹ ہیں۔ ایک سرکاری ہسپتال اور تین کمیونٹی ہیلتھ سینٹر ہیں۔''

☆☆☆

بقیہ: نماز جنازہ از صفحہ 15

السلام کے پوتے تھے اور آپ کی بیگم حضرت عمر دین صاحب رضی اللہ عنہ کی پوتی ہیں۔ آپ نے ساہیوال جماعت میں نائب امیر اور قائد مجلس خدام الاحمدیہ کی حیثیت سے لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ۵ بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(۱۶) مکرم رضا اللہ چوہدری صاحب (آف کنیڈا) ۲۸ مارچ ۲۰۱۱ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے ۱۹۹۸ء میں بیعت کی تھی جس کے بعد بڑے خلوص کے ساتھ احمدیت پر قائم رہے۔ آپ نے پسماندگان میں تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ جن میں سے ایک بیٹے انصر رضا صاحب جماعت کینیڈا کے شعبہ تبلیغ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(۱۷) مکرم شیخ محمد صدیق صاحب (قبولہ ضلع ساہیوال) ۲۶ جولائی ۲۰۱۱ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے ۱۹۶۱ء میں قبولہ ضلع ساہیوال سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی توفیق پائی اور پورے خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ انہیں اپنے خاندان کی طرف سے سخت مخالفت کا بھی سامنا کرنا پڑا لیکن ایسے حالات میں انہوں نے بڑی ثابت قدمی کا نمونہ پیش کیا۔ آپ نیک تہجد گزار اور نظام جماعت سے گہرا تعلق رکھنے والے مخلص انسان تھے۔ آپ پرجوش داعی الی اللہ بھی تھے۔

(۱۸) مکرمہ چوہدری مجیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری حمید احمد صاحب آف ٹورانٹو۔ کینیڈا) ۲۴ مارچ ۲۰۱۱ء کو ۵۹ سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے لجنہ اماء اللہ کے مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، نہایت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ بچوں کی بہت اچھے رنگ میں تربیت کی اور ان کے دلوں میں خلافت اور نظام جماعت کی محبت راسخ کی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(۱۹) مکرم چوہدری محمد صدیق صاحب (آف ربوہ) ۲۵ مارچ ۲۰۱۱ء کو وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے اپنے حلقہ دارالفضل ربوہ میں سیکرٹری امور عامہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار اور پرجوش داعی الی اللہ تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ۳ بیٹیاں اور چار بیٹے چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

☆☆☆

نماز جنازہ حاضر و غائب

مورخہ ۲۸ اپریل ۲۰۱۱ء بوقت ۱۱ بجے صبح بمقام مسجد فضل لندن میں حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل وفات شدگان کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائیں۔

نماز جنازہ حاضر: مکرمہ عفت محمود صاحبہ (اہلیہ مکرم ظفر محمود صاحب جلنگھم) ۲۵/اپریل ۲۰۱۱ء کو بعارضہ کینسر ۶۴ سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ مکرم صوفی ابراہیم صاحب سابق ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کی بہو تھیں۔ مرحومہ دینی خدمت کے لئے ہمیشہ پیش پیش رہتیں۔ اور دوسری لجنہ ممبرات کو بھی اس کی تلقین کیا کرتیں۔ بڑی نیک دُعا گو، خلافت کے ساتھ والہانہ لگاؤ رکھنے والی مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

نماز جنازہ غائب: (۱) مکرم ڈاکٹر محمد احسن صاحب (محلّہ دارالعلوم وسطی۔ ربوہ) ۲ جنوری ۲۰۱۱ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت ڈاکٹر محمد حسن صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چھوٹے بھائی تھے۔ نہایت متقی اور دُعا گو انسان تھے۔ آپ کو ۱۹۳۶ سے لیکر ۱۹۴۰ء تک قادیان میں حضرت مولانا شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ کے ساتھ قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کے کام میں خدمت کی تویفق ملی۔ بیس سال جماعت احمدیہ راولپنڈی کے امین رہے اور وفات تک بطور قاضی جماعت واہ کینٹ خدمت بجالاتے رہے۔ مالی قربانی میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور ایک پرجوش داعی الی اللہ تھے۔ آپ کی شادی حضرت حافظ عبدالعزیز صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی سے ہوئی۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

(۲) مکرم قادر بخش خان صاحب (دارالعلوم غربی حلقہ خلیل ربوہ) ۳۰ جنوری ۲۰۱۱ء کو ۸۱ سال کی عمر میں وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے دادا محترم صاحب خان صاحب نے سورج و چاند گرہن کا نشان دیکھ کر بیعت کی تھی۔ آپ بچپن ہی سے نماز روزہ اور تہجد کے پابند تھے۔ فرقان فورس میں تین سال تک خدمت کی توفیق پائی۔ آپ ۱۹۴۹ء میں نظام وصیت میں شامل ہوئے۔ فرقان فورس سے فراغت کے بعد ربوہ رہائش پذیر ہو گئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے باڈی گارڈ کے طور پر آٹھ نو ماہ خدمت کی توفیق ملی۔ محترم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب نے فضل عمر ہسپتال میں میڈیسن اور راشن کارڈ کا آغاز کروایا تو انہیں وہاں ۳۹ سال بطور سٹور کیپر خدمت کا موقعہ ملا۔ اس عرصہ میں آپ نے ربوہ کے دو محلوں میں سیکرٹری تحریک جدید کی حیثیت سے بھی خدمت کی توفیق پائی۔

(۳) مکرم سید رفیق احمد صاحب (ابن مکرم حافظ سید باغ علی شاہ صاحب) ۲۰ مارچ ۲۰۱۱ء کو ۷۷ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ ۱۹۴۸ء میں مڈل پاس کرنے کے بعد جامعہ احمدیہ احمد نگر میں داخل ہوئے اور اس دوران تین ماہ کیلئے فرقان فورس میں شامل ہو کر بھی خدمات سرانجام دیں۔ علاوہ ازیں آپ نے خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ میں بھرپور خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو قرآن کریم سے خصوصی لگاؤ تھا اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور تفسیر کبیر کا متعدد مرتبہ مطالعہ کر چکے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم سید حنیف احمد صاحب قمر مربی، وکالت تبشیر ربوہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(۴) مکرم ٹھیکیدار خلیل احمد صاحب (محلّہ دارالعلوم شرقی نور۔ ربوہ) آپ اسلام آباد میں راجگیری کا کام کرتے تھے۔ ۲۰۰۶ء میں کام کرتے ہوئے چھت سے گر کر شدید زخمی ہوئے اور صحت یاب نہ ہو سکے۔ آخر ۸ اکتوبر ۲۰۱۰ء کو ۷۴ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کو کلمہ مہم کے دوران ۱۹۸۸ء میں اسیر راہ مولیٰ ہونے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ ان پر آٹھ دس سال یہ کیس چلتا رہا۔ اس دوران ان کے تمام ساتھی بیرون ملک چلے گئے مگر یہ باہر جانے پر رضامند نہ ہوئے۔ آپ کے پسماندگان میں ایک بیٹی اور چار بیٹے یادگار ہیں۔ جن میں سے ایک بیٹا جامعہ میں زیر تعلیم ہے اور ایک بیٹا حافظ قرآن ہے۔

(۵) مکرم مرزا محمد عنایت صاحب ٹھیکیدار (دارالبرکات۔ ربوہ) ۱۳/اپریل ۲۰۱۱ء کو ۸۴ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کو راجگیری کا کام اپنے والد مکرم فضل دین صاحب ٹھیکیدار سے وراثت میں ملا تھا۔ آپ ربوہ کے ابتدائی معماروں میں سے تھے اور صدر انجمن کے شعبہ نظامت جائیداد کے ساتھ وابستہ تھے۔ نہایت مخلص، وفاشعار، غریبوں کے ہمدرد اور خلافت سے بے انتہا محبت رکھنے والے نیک انسان تھے۔ بہت خوددار طبیعت کے مالک تھے۔ ساری عمر محنت کی اور کبھی بھی کسی پر بوجھ نہیں بنے۔ کثرت کے ساتھ صدقہ و خیرات کرتے تھے اور اس کی تلقین اپنی اولاد کو بھی کیا کرتے تھے۔ آپ کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ آپ کو پیار سے ''نیتی'' کے نام سے پکارا کرتے تھے جو بعد میں آپ کا معروف نام بن گیا۔ آپ نے ایک مرتبہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے بیرون ربوہ ہجرت کی اجازت مانگی جس پر حضورؓ نے فرمایا کہ ''نیتی'' تم نے ربوہ چھوڑ کر کہیں نہیں جانا۔ چنانچہ حضورؓ کے اس ارشاد کے بعد باہر جانے کا خیال بھی کبھی اپنے دل میں نہ لائے اور ساری زندگی ربوہ میں ہی گزار دی۔ پسماندگان میں ۲ بیٹیاں اور ۸ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(۶) مکرم چوہدری عبدالغفور عبدل صاحب (ونڈسر۔ کینیڈا) ۱۱ مارچ ۲۰۱۱ء کو ۹۰ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے اوائل جوانی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی اور اس کے بعد اپنی تبلیغ سے والدین اور خاندان کے دیگر افراد کو بھی جماعت میں شامل کرنے کی سعادت پائی۔ آپ کو قادیان میں درویش ہونے کی توفیق ملی اور دوران قیام مجلّہ ''درویش'' کے ایڈیٹر بھی رہے۔ ۱۹۹۰ء میں کینیڈا چلے گئے۔ گزشتہ سال آپ نے حضور انور کی خدمت میں اپنے وقف کی درخواست دی تھی جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت منظور فرمائی۔ نہایت ہمدرد، سلسلہ کے فدائی اور خلافت سے وفا کا تعلق رکھنے والے مخلص انسان تھے۔ سلسلہ کے ساتھ غیرت کا اظہار اپنے منظوم کلام میں بھی کرتے تھے جو مختلف جماعتی جرائد میں شائع ہوتا رہا ہے۔ مرحوم موصی تھے۔

(۷) مکرم عبدالرشید صاحب (آف کوئٹہ) ۱۸ اپریل ۲۰۱۱ء کو ۸۶ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ انتہائی نیک وفاشعار اور متوکل انسان تھے۔ خاندان میں مختصر عرصہ میں تین شہادتوں کے بعد اللہ پر توکل اور بھی بڑھ گیا تھا۔ آپ نے کوئٹہ جماعت میں مختلف حیثیتوں میں بھرپور خدمت کی توفیق پائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے آپ کو بے پناہ عشق تھا۔ وفات سے چند روز پہلے بھی بھیگی آنکھوں سے قصیدہ کے اشعار دھراتے رہے۔ اس عمر میں بھی تمام قصیدہ زبانی یاد تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا آپ نے تین سے زیادہ مرتبہ مطالعہ کیا۔

(۸) مکرمہ امۃ الحیٔ نزہت صاحبہ (اہلیہ مکرم عبداللطیف صاحب کپورتھلوی۔ شمالی چھاؤنی۔ لاہور) ۴ مارچ ۲۰۱۱ء کو ۸۶ سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت عبدالسمیع صاحب کپورتھلوی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو اور مکرم نذیر احمد صاحب قریشی (ڈرائیور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ) کی ہمشیرہ تھیں۔ آپ کو ربوہ اور لاہور میں مختلف جماعتی خدمات کا موقعہ ملا۔ خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے آپ کو بے پناہ عشق تھا۔ پسماندگان میں ۳ بیٹیاں اور ۴ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(۹) مکرمہ مسز نسیم ریحانہ ملک صاحبہ (وولور ہیمپٹن۔ یوکے) ۲۰ اپریل ۲۰۱۱ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ صوم وصلوۃ کی پابند، چندوں میں باقاعدہ، جماعت سے والہانہ تعلق رکھنے والی دعا گو مہمان نواز اور بہت سی خوبیوں کی مالک خاتون تھیں۔ خدمت خلق کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتی تھیں۔ آپ نے اپنے بچوں کی بہت احسن رنگ میں تربیت کی۔ پسماندگان میں ۳ بیٹیاں اور ۳ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم محمد یلیین خان صاحب صدر جماعت وولورہیمپٹن کی خوش دامنہ تھیں۔

(۱۰) مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب بندہ (آف کینیڈا) ۲۲ فروری ۲۰۱۱ء کو ۶۸ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ باسکٹ بال کے بہت اچھے کھلاڑی تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے آپ کو ''بندہ'' کا لقب عطا فرمایا تھا جس کو آپ نے اپنے نام کا مستقل حصہ بنا لیا تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ۲ بیٹیاں اور ۳ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(۱۱) مکرم محمود احمد صاحب (محلّہ نصیر آباد حلقہ سلطان۔ ربوہ) گزشتہ دنوں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نماز باجماعت کے پابند اور عام چندہ جات کے علاوہ دیگر مالی تحریکات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ مسجد کے تعمیری کاموں میں نہ صرف حصہ لیتے بلکہ وقار عمل کر کے زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی کوشش کرتے۔

(۱۲) مکرمہ امۃ القیوم صاحبہ (اہلیہ مکرم غلام رسول صاحب۔ کراچی) ۱۸ جنوری ۲۰۱۱ء کو ۶۷ سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت حاجی محمد صدیق صاحب رضی اللہ عنہ کی پوتی تھیں۔ خلافت سے گہرا لگاؤ تھا۔ بہت ملنسار، مشفق اور مہمان نواز خاتون تھیں۔ آپ نے اپنے حلقہ کی نائب صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ اجلاسات میں خود بھی پابندی کے ساتھ شامل ہوتی تھیں اور گھر کی دیگر خواتین کو بھی ساتھ لے کر جاتیں۔

(۱۳) مکرمہ رشیدہ تسنیم صاحبہ (اہلیہ مکرم شریف خان صاحب یو ایس اے) ۲۳ اپریل ۲۰۱۱ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے ساری زندگی انتہائی سادگی اور تقویٰ کی راہوں پر چلتے ہوئے بسر کی۔ کبھی کسی کو دکھ نہیں دیا۔ انتہائی نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔

(۱۴) مکرمہ ہاجرہ باری صاحبہ (اہلیہ مکرم عبدالباری صاحب۔ براہمن بڑیہ۔ بنگلہ دیش) ۲۷ مارچ ۲۰۱۱ء کو وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ لمبا عرصہ براہمن بڑیہ کی صدر لجنہ رہیں۔ بچوں کی تعلیم و تربیت کے علاوہ آپ کو تبلیغ کا بڑا شوق تھا۔ مہمان نواز، مخلص، باوفا اور غرباء کی ہمدرد نیک خاتون تھیں۔ پسماندگان میں ۶ بیٹیاں اور ۳ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(۱۵) مکرم سید محمد احمد صاحب گیلانی (سابق نائب امیر ساہیوال) ۳۰ جنوری ۲۰۱۱ء کو طویل علالت کے بعد وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت محمد علی شاہ صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ

(باقی صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں)

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
(Mob.): " 9876376441
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 60 Thursday 15 September 2011 Issue No. 37

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 350/-
By Air : 40 Pounds or 60 U.S. $
: 45 Euro
: 65 Canadian Dollar

خدا تعالیٰ پر یقین ہو تو ہر سطح پر جھوٹ کا سہارا نہ لیا جائے۔ سچائی کا معیار تبھی حاصل ہوگا جب ہمارے کاموں، ہماری باتوں، ہمارے ہر لمحہ کو ہم سچائی میں ڈھالیں گے۔ آج سچائی کا اظہار اور سچائی کو قائم کرنا احمدیوں کا کام ہے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 9 ستمبر 2011 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن۔

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ سچائی ایک ایسا وصف ہے جس کے اپنانے کے بارے میں صرف مذہب ہی نہیں بلکہ ہر شخص جس کا کوئی مذہب ہے یا نہیں ہے اس اعلیٰ خلق کے اپنانے کا پر زور اقرار کرتا ہے لیکن اگر ہم جائزہ لیں تو سچائی کے اظہار کا کوئی حق ادا نہیں کیا جاتا۔ جس کو جب موقعہ ملتا ہے جھوٹ کا سہارا لیتا ہے۔ انسان کی ذاتی زندگی سے لیکر بین الاقوامی طور پر سچائی کے خلق کو اپنانے کیلئے جس شدت سے زور دیا جاتا ہے اسی طرح وقت آنے پر جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے۔ اپنے چھوٹے چھوٹے معاملات میں، کاروباری، معاشرتی تعلقات میں جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے۔ ملکی سیاست اور بین الاقوامی سیاست کی بنیاد اکثر جھوٹ پر ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ مذہب جو خالصتاً سچائی کو پھیلانے والا ہے اس میں بھی مفاد پرست سچ کی دھجیاں بکھیر دیتے ہیں۔ بعض لوگ تو اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اتنا جھوٹ بولو کہ سچ بن جائے اور سچ جھوٹ بن جائے یہ بے خوفی اور بے باکی سچائی کو ہر سطح پر پامال کرنے کی اس لئے ہوگئی ہے کہ خدا تعالیٰ پر یقین نہیں رہا۔ اگر خدا تعالیٰ پر یقین ہو تو ہر سطح پر جھوٹ کا سہارا نہ لیا جائے۔ ذاتی زندگیوں میں گھروں میں ناکامیاں اس لئے بڑھتی ہیں کہ جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے اور جب بچے ماں باپ کو جھوٹ بولتا دیکھتے ہیں تو ان میں بھی جھوٹ کی عادت پڑ جاتی ہے۔ نئی نسل جو بگڑتی ہے تو اس میں بھی لاشعوری طور پر جھوٹ کا دخل ہوتا ہے۔ اسی طرح کاروباری جھوٹ بھی بدقسمتی سے مسلمان ممالک میں عام ہے سچائی اور صداقت کا جتنا شور مچایا جاتا ہے اتنا ہی عملاً اس کی نفی کی جاتی ہے۔ مسلمان کہلانے والے ممالک جن کو اللہ اور اس کے رسول نے سچائی پر قائم رہنے اور جھوٹ سے نفرت کی تلقین کی ہے آج اتنا ہی وہ جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں۔

گزشتہ دنوں جب پاکستان میں ایک سیاست دان نے اپنے لوگوں سے ناراض ہو کر سچائی کا اظہار کیا تو اس پر کئی لوگوں نے تبصرہ کیا کہ سیاست دان سے سچائی کی کوئی توقع نہیں ہوتی ہے لہٰذا اسے پاگل قرار دینا چاہیئے۔ اس نے اپنی سیاسی اور دنیوی زندگی داؤ پر لگا دی ہے۔ پس ان کی نظر میں سیاست اور حکومت خدا کے حکموں پر حاوی ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کہتے ہیں کہ جھوٹ نہ بولو۔ مگر یہ کہتے ہیں کہ جھوٹ بولو۔ اس کے باوجود یہ پکے مسلمان ہیں اور احمدی غیر مسلم، جو سچائی کی خاطر اپنے کاروباروں اپنے مالوں اور جانوں کو داؤ پر لگائے ہوئے ہیں۔ اس لئے کہ وہ ایک خدا کو ماننے والے ہیں۔ جس نے جھوٹ سے بیزاری کا حکم دیا ہے اور اس نبی کو ماننے والے ہیں جس پر آخری کتاب قرآن مجید نازل ہوئی۔ جس نے یہ بتایا کہ تمام برائیوں کی جڑ جھوٹ ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ بین الاقوامی ممالک میں بھی جھوٹ کا بول بالا ہے۔ آپسی معاملات میں کچھ سچ پایا جاتا ہے مگر جب دوسری قوموں سے ان کا واسطہ پڑتا ہے تو کُلیۃً جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں۔

عراق پر جب حملہ ہوا تو اس کے پیچھے سراسر جھوٹ ہی کارفرما تھا۔ اب لیبیا پر حملہ کر کے اُسے برباد کیا ہے اور اب میڈیا کے ذریعہ یہ بتایا جا رہا ہے کہ عوام پر اتنا ظلم نہ ہوا تھا اصل میں جھوٹ کو چھپانے کیلئے اب سچ بولا جا رہا ہے۔ حقیقی مقصد تو لیبیا کی دولت پر قبضہ کرنا تھا۔ بین الاقوامی ممالک جھوٹ کے زور سے کامیاب ہونا چاہتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ہم بچ گئے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس وقت مذہب کے نام پر بھی سچائی کو رد کیا جاتا ہے اور جھوٹ کو فروغ دیا جاتا ہے اصل میں اسلام دشمن طاقتیں اور عاشق صادق ؑ کے منکر مسلمان بھی اس میں شامل ہیں۔ سچائی کو جانتے ہیں مگر جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں اور عوام الناس کے ذہنوں کو زہر آلودہ کرتے ہیں۔ کئی ہیں جو جماعت کی کتب کو پڑھ کر اپنے درس اور تقریروں کی تیاری کرتے ہیں نیز مخالفین اسلام کا جواب دیتے ہیں لیکن عوام الناس کو دھوکہ دینے کیلئے حضرت مسیح موعودؑ کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص جھوٹا ہے ان لوگوں کو اسلام کی برتری سے کوئی غرض نہیں یہ عوام الناس کو سچائی کا راستہ کبھی نہیں بتائیں گے تا کہیں ان کے ہاتھ سے منبر نہ نکل جائے لیکن یہ معاملہ ہر زمانے کے امام کے ساتھ ہوتا ہے اور اُس کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تدبیر بھی چلتی ہے جو سچائی کو ہر حالت میں غالب کرتی ہے۔ جب دنیا میں جھوٹ بڑھ جاتا ہے تو اس وقت خدا تعالیٰ انبیا کو بھیجتا ہے ان انبیا کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تقدیر رہتی ہے۔ یہ لوگ جلسہ اور جلوس کرتے ہیں مگر ان کے جلسوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دینے کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ لیکن اس کے باوجود خدا تعالیٰ کی تقدیر چل رہی ہے اور جماعت کے قدم آگے سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کی تقدیر غالب نہ آتی تو پھر خدا تعالیٰ سے لوگوں کا ایمان اُٹھ جائے۔ پس اللہ تعالیٰ تو ایمان کو قائم رکھنے کیلئے ایسے نظارے دکھاتا ہے جس سے لوگوں کے ایمانوں میں مضبوطی آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بھیجے ہوئے کی سچائی کو اُس کی زندگی میں اور اُس کی وفات کے بعد بھی دکھاتا ہے۔ کچھ لوگ نبی کو دیکھ کر اور کچھ نبی کی جماعت اور ان کے عمل کو دیکھ کر ایمان لاتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا آنحضرت ﷺ کو کفار مکہ امین و صدیق کے نام سے جانتے تھے اور آپ کو امین و صدیق جاننے کے باوجود آپ ﷺ پر جلد ایمان نہ لائے۔ لیکن انبیا اپنی سچائی سے ہی دنیا کو اپنی طرف بلانے کے قائل ہیں۔ قرآن مجید نے بھی سچائی کی دلیل کو آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے ان الفاظ میں فرمایا کہ:۔

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔

یعنی میں نے ایک لمبا عرصہ تمہارے درمیان گذارا ہے اور اب کیا بڑھاپے میں خدا پر جھوٹ بولوں گا۔ پس انبیا کی تبلیغ کا ایک بہت بڑا ذریعہ اور ہتھیار سچائی ہوتا ہے۔ ان کی زندگی میں سچائی کی چمک ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو بھی اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا:

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔

حضور انور نے فرمایا سچائی ایک ایسی چیز ہے جو کہ بہت ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کی سچائی پر اس زمانے کے علمانے گواہی دی ہے۔ آج کے علما جو چاہے جھوٹ بولیں آج بھی اللہ تعالیٰ تقویٰ والوں پر حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کی سچائی ظاہر کرتا ہے خطبے کے آخر میں حضور انور نے فرمایا ہم احمدی جو آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کی جماعت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ہمیں سچائی کو دنیا میں پہنچانا ہوگا مگر کیسے؟ پہلے ہمیں اپنی زندگی میں سچائی کو قائم کرنا ہوگا۔

سچائی کا اظہار ہماری زندگیوں میں ہو اور یہی کام انبیا کے ماننے والوں کا ہوتا ہے۔ ہمیں آنحضرت ﷺ کے اُسوہ پر عمل کرنے کا حکم ہے ہمیں اس اسوہ پر چلتے ہوئے سچائی کے خلق کو اپنانا ہوگا۔ تبھی ہم حضرت مسیح موعودؑ کا مشن پورا کرنے والے ہوں گے۔ سچائی کا معیار تبھی حاصل ہوگا جب ہمارے کاموں، ہماری باتوں، ہمارے ہر لمحہ کو ہم سچائی میں ڈھالیں گے۔ ہماری گھریلو زندگی اور بیرونی زندگی سچائی کا ایک نمونہ ہو۔ اب اسلام کی ترقی احمدیت کی ترقی کے ساتھ وابستہ ہے لیکن اس ترقی کو پھیلانے کے لئے ہمیں اپنے عمل میں اصلاح کرنی ہوگی۔ اگر ہم نے غلبہ اسلام کا حصہ بننا ہے تو ہمیں ہر آن اپنا محاسبہ کرنا ہوگا۔ بے شک احمدیت کا غلبہ یقینی ہے لیکن سچائی کا حق ادا نہ کرنے والے اس غلبہ کا حصہ نہ بن پائیں گے۔ آج سچائی کا اظہار اور سچائی کو قائم کرنا احمدیوں کا کام ہے۔ اگر ہم نے اپنے آپ کو سچائی کا نمونہ نہ بنایا تو ہم کبھی اس صدق کو قائم نہیں کرسکتے۔ جس کیلئے حضرت مسیح موعودؑ تشریف لائے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے
فون نمبر: 0924618281, 04027172202
09849128919, 08019590070
منجانب: ڈیکو بلڈرز حیدرآباد۔ آندھرا پردیش